بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ جات متعلق پارۂ ہفتم

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۶۱۲

تفسیر مجمع البیان میں بعینہ یہی قصہ بروایت تفسیر عیاشی حضرت ابو ذرؓ غفاری سے منقول ہے۔ اور کافی میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ چھ چیزیں مجھ کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ علم المنایا۔ علم البلایا۔ علم الوصایا۔ فصل الخطاب۔ صاحب الکرات اور دولت الدول میں ہوں اور صاحب عصا و میسم یعنی وہ دابہ جو لوگوں سے کلام کریگا میں ہی ہوں

قول مترجم۔ علم المنایا۔ منایا جمع ہے مُنیہ کی اور مُنیہ کے معنی ہیں موت۔ لہذا علم المنایا کے معنی ہوئے علم اوقات وفات۔ علم البلایا۔ بلایا جمع ہے بلیۃ کی اور بلیۃ کے معنی ہیں امتحان و آزمائش اور علم البلایا کے یہ معنی ہیں کہ خاصان خدا کی اور عام مخلوق خدا کی کس کس طرح آزمائش کی جائے گی اور کس کس چیز سے اور کس کس زمانہ میں۔ علم الوصایا۔ وصایا جمع وصیت کی ہے اور جب وہ خدا کی طرف منسوب ہو تو اُس سے مراد خاص احکام ہیں جیسے فرمایا "وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا" دیکھو صفحہ ۲۰۰ سطر ۵) اور يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (دیکھو صفحہ ۱۲۳ سطر ۱) اور جب انبیاء کی طرف منسوب ہو تو اُس سے مراد ہوتی ہے، وہ احکام جو انبیاء محافظت شریعت کے واسطے اپنے نائب و قائم مقام کو دیتے ہیں۔ اسی لئے وہ قائم مقام اوصیاء کہلاتے ہیں جیسے کہ شیثؑ وصی آدم علیہ السلام تھے اور سام بن نوحؑ وصی نوحؑ تھے۔ اور یوحنا بن حنان ابن عم ہودؑ وصی ہودؑ تھے۔ اور اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ ابنائے ابراہیمؑ وصی ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اور یوشع بن نون وصی موسےٰ علیہ السلام تھے۔ اور شمعونؑ بن حمون الصفا جو مریمؑ کے چچا تھے وہ وصی عیسےٰ علیہ السلام تھے۔ اور علیؑ مرتضےٰ ابن عم محمدؐ المصطفےٰ وصی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

یا وہ احکام مراد ہوتے ہیں جو اُمت کو اوصیاء کی متابعت کے متعلق دیں۔

اور جب وصیت عام لوگوں کی طرف منسوب ہو تو اُس سے مراد وہ آخری خواہش ہوتی ہے جو اپنی اولاد یا مال کے لئے کر جائیں۔ پس علم الوصایا ان سب قسم کی وصیتوں پر حاوی ہے۔

فصل الخطاب[۴] کے معنی کے لئے دیکھو صفحہ ۲۵ ، نوٹ نمبر ۳۔

صاحب[۵] الکرات اور دولت الدول سے مراد ہے زمانہ رجعت میں آنے والا۔

صاحب[۶] عصا و میسم۔ میسم کے معنی ہیں نشان کرنے کا آلہ۔ یعنی انگوٹھی۔

الاکمال میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے دجال اور اُس کے قاتل کا تذکرہ کرکے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد الطامتہ الکبرا ے ہوگی۔ کسی نے عرض کی یا امیر المومنین ! طامتہ الکبرے کیا چیز ہے ؟ حضرت نے فرمایا کوہ صفا کے قریب سے دابتہ الارض کا نکلنا۔ اُس کے پاس حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی اور جناب موسےٰؑ کا عصا ہوگا۔ ہر مومن کی پیشانی پر وہ اُسی انگشتری سے مُہر کردے گا جس میں یہ نقش ہو جائے گا کہ " ھٰذَا مُؤمِنٌ حَقًّا " (یہ سچا مومن ہے) اور عصائے موسےٰ ہر کافر کے چہرے پر مارے گا جس سے ایک خط پڑ جائے گا اور اُس میں لکھا ہوگا۔ ھٰذَا کَافِرٌ حَقًّا (یہ پکا کافر ہے) ایماندار بندہ کافر سے کہیگا وائے ہو تجھ پر یقیناً ویل تیرے لئے ہے۔ اور کافر جواب میں یہ کہیگا۔ اے مومن ! خوشا حال تیرا کاش کہ میں بھی تجھ جیسا مومن ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ پھر وہ دابتہ الارض مشرق اور مغرب کے درمیان بحکم خدا اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرے گا۔ یہ واقعہ اُس زمانہ میں ہوگا کہ جب آفتاب سمتِ مغرب سے طلوع کیا کرے گا۔ اُس وقت دروازۂ توبہ بند ہو جائے گا۔ پھر نہ کسی کی توبہ قبول ہوگی اور نہ کوئی عمل قبول کیا جائے گا۔ اور جو شخص پہلے سے ایمان نہ لا چکا ہوگا یا اپنے ایمان کے بارے میں کسی نیکی کا اکتساب نہ کر چکا ہوگا تو اُس وقت کا ایمان لانا اُس کے لئے کچھ مفید نہ ہوگا۔ پھر فرمایا اس کے بعد کے حالات مجھ سے دریافت نہ کرنا کہ میرے حبیب جناب رسولِ خدا نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ میں سوائے اپنی ذریت کے اور کسی کو اُن حالات کی خبر نہ دوں۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ دابتہ الارض کا نزول ساٹھ ہاتھ کا ہوگا۔ نہ کوئی اُس کو پکڑ سکے گا اور نہ کوئی اُس سے بھاگ سکے گا۔ مومن کی دونوں آنکھوں کے مابین وہ نشان لگائے گا پس کندہ ہو جائے گا " مؤمن " اسی طرح کافر کی بھی دونوں آنکھوں کے مابین نشان کردے گا جس سے لکھا جائیگا " کافر " اُس کے ہمراہ جناب موسےٰؑ کا عصا اور حضرت سلیمانؑ کی انگشتری ہوگی۔ مومن کا چہرہ عصائے موسےٰ لگانے سے چمکنے لگے گا۔ اور کافر کی پیشانی انگشتری سلیمانؑ سے داغی جائے گی (کوئی کسی کا نام نہ لیگا) ایک دوسرے کو یا " مومن " اور یا " کافر " کہہ کے آواز دیا کرینگے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے دابتہ الارض کا حال دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا آگاہ ہو کہ وہ کوئی دُمدار جانور نہیں ہے بلکہ وہ تو صاحبِ ریش انسان ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا (قیامت سے پہلے) دآبۃ الارض ظاہر ہوگا۔ اُس کے پاس عصائے موسٰے اور سلیمانؑ بن داوٗدؑ کی انگشتری ہوگی۔ مومن کا چہرہ عصائے موسٰے کی وجہ سے روشن و منور کردے گا۔ اور کافر کا منہ انگشتری کے سبب سے داغدار کردے گا۔ (**قول مترجم**۔ روایتیں دونوں طرح کی وارد ہوتی ہیں۔ معنی میں کوئی منافات نہیں۔ بہرحال ایک مؤمن کی علامت ہوگی اور ایک کافر کی۔ منافقوں کے یہاں بھی روایات کی یہی حالت ہے۔

اصبغ بن نُباتہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں گیا۔ دیکھا میں نے کہ وہ حضرت سرکہ اور زیتون سے روٹی تناول فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا امیرالمؤمنین قولِ خدا وَاِذَا وَقَعَ عَلَیۡهِمۡ الۡقَوۡلُ اَخۡرَجۡنَا لَهُمۡ دَآبَّةً مِّنَ الۡاَرۡضِ تُكَلِّمُهُمۡ میں دآبۃ الارض کیا چیز ہے؟ حضرت نے فرمایا اُس سے مراد وہ دابہ ہے جو سرکہ اور زیتون سے روٹی کھا رہا ہے۔

اصبغ بن نُباتہ کہتے ہیں کہ ایک دن معاویہ بولا اے گروہ شیعہ تمہارا یہ گمان ہے کہ دآبۃ الارض سے علیؑ ابن ابی طالب مراد ہیں۔ میں نے جواب دیا ہمارا تو کیا ذکر ہے۔ یہودی مذہب والے بھی یہی کہتے ہیں۔ راس جالوت کو بلا کر دریافت کرے (جب وہ آیا تو) معاویہ ملعون بولا وائے ہو۔ تجھ پر کیا تم لوگوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ دآبۃ الارض کا وجود ہوگا۔ اُس نے کہا ہاں ضرور ہوگا۔ معاویہ نے پوچھا دابۃ الارض کیا چیز ہے؟ اُس نے جواب دیا ہوتا کیا۔ آدمی ہے۔ معاویہ نے کہا اُس کا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا دآبۃ الارض کا نام اِلْیا ہے۔ پس معاویہ میری طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا وائے ہو تجھ پر اے اصبغ لفظ اِلْیا علیؑ سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے۔

بروایت عبداللہ بن یسار جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے۔ اے محمدؐ! اوصیائے ائمہ میں سب سے پہلے میں نے علیؑ بن ابیطالب سے عہد و پیمان لیا تھا اور سب اماموں کے بعد علیؑ ابن ابیطالب کی رُوح قبض کروں گا۔ علیؑ ابن ابیطالب ہی وہ دابۃ الارض ہے جو آدمیوں سے کلام کریگا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۶۱۴

کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے فرزند جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ بھی اُن میں سے ہیں جن کی شان میں خدا نے فرمایا ہے۔

وَنُرِيدُ أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ الخ

معانی الاخبار میں جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک دن جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ حضرت علی ابن ابیطالب و حسنین علیہم السلام کی طرف نظر کرکے خوب روئے پھر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ میرے بعد کمزور بنا دئے جاؤ گے۔ کسی نے عرض کی یابن رسولؐ اللہ! اس کا کیا مطلب ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا مقصود جنابِ رسولِ خدا کا یہ تھا کہ تم میرے بعد خلقت کے امام ہو۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَنُرِيدُ أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا یہ آیت قیامت تک ہمارے ہی بارے میں جاری رہیگی۔

المجالس میں ہے انہی ہی جنابؑ نے فرمایا کہ یہ آیت ہمارے لئے ہے اور ہماری ہی شان میں ہے

الاکمال و الغیبۃ میں مروی ہے کہ جناب قائم آلِ محمدؐ علیہ السّلام پیدا ہوئے تو انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

الجوامع میں جناب امام زین العابدین علیہ السّلام سے منقول ہے۔ وہ جناب فرماتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی جس نے حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر مبعوث کیا ہے۔ ہم اہلبیت میں سے نیک لوگ اور ان کے شیعہ جنابِ موسٰے علیہ السّلام اور ان کے شیعوں کی مانند ہیں۔ اور ہمارے دشمن اور ان کے پیرو فرعون اور اس کے ساتھیوں کی سی منزلت رکھتے ہیں۔

تفسیر برہان میں علامہ ابنِ بابویہ قمی علیہ الرحمہ سے بروایت حضرت موسٰے ابن قاسم جو جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام کے پڑوتے تھے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب حکیمہ خاتون بنت جنابِ محمد تقی علیہ السّلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے بھتیجے ابو محمد حسن بن علی العسکری علیہما السّلام نے مجھے بلا بھیجا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ پھوپی اماں آج کی رات آپ ہمارے ہاں روزہ افطار فرمائیے گا اس لئے کہ یہ شب پانزدہم شعبان ہے اور خدائے تبارک و تعالےٰ اسی شب میں اپنی حجت کو ظاہر کرے گا اور وہ خدائے تعالےٰ کی زمین میں اس کی حجت بن کر رہے گا۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بھتیجے امام زمانہ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ تو فرمائیے کہ اس حجتِ خدا کی ماں کون سی ہوگی؟ فرمایا نرجس خاتون۔ میں نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں تو نرجس خاتون میں کوئی علامت حمل کی پاتی نہیں۔ فرمایا یہ صحیح ہے مگر ہوگا وہی جو میں آپ سے کہتا ہوں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں گھر میں گئی۔ اور جب سلام کرکے

بیٹھی تو نرجس خاتون میرے پاس آکر میری جرابیں اتارنے لگیں اور مجھ سے کہتی جاتی تھیں کہ اے میری سیدہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے۔ میں نے جواب میں کہا۔ کہ سیدہ اور سردار تو میرے سارے کنبہ کی اب تم ہو۔ جنابِ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اس پر نرجس خاتون کہنے لگیں کہ پھوپی امّاں آپ یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ بزرگی تو آپ ہی کی ہے۔ جنابِ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اس پر میں نے یہ کہا کہ بیٹی آج کی رات میں خدائے بزرگ و برتر تمہیں ایسا بچہ عنایت فرمائے گا جو دنیا و آخرت کا مالک و سردار ہوگا۔ (پھر تمہاری بزرگی میں کیا شک رہا) یہ سن کر جنابِ نرجس خاتون بیٹھ گئیں اور شرما سی گئیں۔ جنابِ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب میں عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو میں نے روزہ افطار کیا۔ کچھ کھایا پیا اور اس کے بعد اپنے بستر پر جا لیٹی اور سو رہی۔ جب آدھی رات ہوئی تو میں نمازِ شب کے لئے اٹھی اور جب نمازِ شب سے فارغ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ نرجس خاتون سو رہی ہیں اور کوئی نئی بات اُن کے لئے نہیں ہوئی۔ پھر میں بیٹھی تعقیبات پڑھتی رہی۔ پھر لیٹ گئی۔ پھر گھبرا کر جاگ اٹھی۔ اس وقت بھی دیکھا کہ وہ سو رہی ہیں۔ پھر دیکھا کہ نرجس خاتون اٹھیں پھر انہوں نے نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر سو رہیں۔ جنابِ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اب تو میرے دل میں شکوک پیدا ہونے لگے۔ اس پر ابو محمد علیہ السّلام اپنے مقام سے باآوازِ بلند بولے کہ پھوپی امّاں جلدی مت کرو۔ وقت آپہونچا۔ یہ حضرت فرماتی ہیں کہ میں نے سورۂ الٓمٓ سجدہ اور سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی۔ میں پڑھ ہی رہی تھی کہ نرجس خاتون گھبرائی ہوئی اٹھیں۔ اور میں لپک کر اُن کے پاس پہنچی اور میں نے کہا بیٹی! اللہ تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ کیا تمہیں کوئی چیز محسوس ہوتی ہے؟ بولیں ہاں پھوپی امّاں! محسوس ہوتی ہے تو میں نے کہا بیٹی! تم اپنے حواس ٹھکانے کرلو۔ اور اپنی ساری توجہ ایک ہی طرف مبذول کرو۔ یہ وہی بات ہے جو میں تم سے کہہ چکی تھی۔ جنابِ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ پھر مجھے ذرا غنودگی سی آگئی اور اب جو میں اس غنودگی سے چونکتی ہوں تو معلوم ہوا کہ امام نے مجھے چھو کے ہوشیار کیا۔ اور کپڑا اٹھا کر دکھایا تو یکایک دیکھتی کیا ہوں کہ حجتِ خدا تمام سجدہ کرنے والے اعضاء کو زمین پر ٹکائے ہوئے سجدۂ خدا میں پڑے ہیں۔ میں نے انہیں اٹھا کر چمٹا لیا تو دیکھتی کیا ہوں کہ ہر طرح سے پاک و پاکیزہ اور صاف و ستھرے ہیں۔ پس ابو محمد علیہ السّلام نے پکار کر کہا کہ پھوپی امّاں! میرے بچہ کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اسے اُن کی خدمت میں لے گئی تو حضرت نے ایک ہاتھ تو اُن کی پیٹھ کے نیچے رکھا اور اس طرح اٹھایا کہ اُن کے پاؤں اپنے سینہ پر رکھ لئے۔ پھر اپنی زبانِ مبارک اُن کے منہ میں دے دی۔ اور اپنا دوسرا ہاتھ اُن کی آنکھوں۔ کانوں اور تمام جوڑوں پر پھرایا۔ پھر فرمایا کہ بیٹا بولو! تو حجتُ اللہ یہ بولے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس کے بعد جناب امیر المومنین پر اور اور ائمہ علیہم السّلام پر تا آنکہ خود اپنے والدِ ماجد پر درود بھیجا پھر چپ ہو گئے۔ پھر ابو محمد علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا کہ پھوپی اماں! اب انہیں اِن کی ماں کے پاس لے جاؤ کہ یہ انہیں بھی سلام کر لیں اور پھر میرے پاس لے آنا۔ چنانچہ میں اُن کو لے گئی۔ انہوں نے اپنی والدہ کو سلام کیا اور میں پھر انہیں واپس لے آئی اور بیٹھک میں حضرت کے حوالے کر دیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ پھوپی اماں! اب جب ساتواں دن ہو (اہلِ ہند کے اعتبار سے چھٹی) تو پھر تشریف لائیے گا۔ حکیمہ خاتونؑ فرماتی ہیں کہ صبح ہوئی تو میں امام زمان ابو محمد علیہ السّلام کے سلام کو حاضر ہوئی۔ اور پردہ اُٹھا کر اپنے آقا حجتِ خدا کو تلاش کیا تو انہیں نہ دیکھا۔ میں نے امامِ زمان کی خدمت میں عرض کی کہ قربان ہو جاؤں۔ میرے آقا و سردار حجتِ خدا کیا ہوئے؟ فرمایا کہ پھوپی اماں! ہم نے اُن کو اُسی کے سپرد کر دیا ہے جس کے سپرد موسےٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسےٰ علیہ السلام کو کر دیا تھا۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب ساتواں دن ہوا تو میں حضرت کی خدمت میں آئی اور سلام کر کے بیٹھ گئی تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ میرے بچے کو لے آؤ تو میں اپنے آقا و سردار حجتِ خدا کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے گئی تو اُس دن بھی ویسے ہی عمل کیا جیسے پہلے دن کیا تھا۔ پھر اپنی زبان اُن کے مُنہ میں اس طرح دے دی گویا اُن کو دودھ پلا رہے ہیں یا شہد چٹا رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ بیٹا! باتیں تو کرو۔ تو حجتِ خدا نے پہلے تو فرمایا اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ پھر جنابِ محمد مصطفٰے اور جنابِ امیر المومنین اور دیگر ائمہ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجا۔ یہاں تک کہ اپنے والدِ ماجد پر درود بھیجکر ٹھہر گئے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَہُمْ اَئِمَّۃً وَّنَجْعَلَہُمُ الْوٰرِثِیْنَ ۙ وَنُمَکِّنَ لَہُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَہَامٰنَ وَجُنُوْدَہُمَا مِنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ہ راوی حدیث موسےٰ ابن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنابِ امام حسن عسکری علیہ السّلام کے خادم عقبہ سے یہ واقعہ دریافت کیا۔ تو اُس نے کہا۔ کہ جنابِ حکیمہ خاتونؑ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ حرف بحرف صحیح ہے۔

التحفۃ الآنفیں میں سید رضی علیہ الرحمہ نے باسنادِ خود بروایتِ سہل ابن کہیل خدائے تعالےٰ کے اس قول وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا (دیکھو صفحہ ۶۳۳ سطر ۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ اِن والدین میں سے ایک علی ابن ابیطالب علیہ السّلام ہیں۔ پھر فرمایا کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ جنابِ امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ

فرمایا کرتے تھے۔ کہ دنیا بعد اس کے کہ ہم سے روگردان رہی ہے ضرور ہے کہ ہم پر ویسی ہی مہربان ہوگی جیسی کٹکھنی اونٹنی آخر اپنے بچہ پر مہربان ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بعد حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ الخ (قولِ مترجم) اس مضمون کی کئی حدیثیں ہیں۔ ہم نے بنظر اختصار ایک ہی کا لکھنا کافی سمجھا۔

مسند فاطمہ علیہا السلام میں ابوجعفر محمد ابن جریر طبری علیہ الرحمہ نے بروایت جناب سلمانؓ فارسی لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے بزرگ و برتر نے کوئی نبی اور کوئی رسول ایسا مبعوث نہیں فرمایا جس کے لئے بارہ نقیب مقرر نہ کئے ہوں۔ سلمانؓ فارسی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ مضمون تو میں اہلِ توریت اور اہلِ انجیل سے بھی سن چکا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا اچھا اے سلمان! میرے نقیبوں کو بھی جانتے ہو۔ ذرا یہ تو بتلاؤ کہ وہ بارہ کون سے ہیں جن کو میرے بعد اس اُمت کے لئے خدائے تعالےٰ نے منتخب فرمایا ہے؟ سلمانؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کی کہ اس سے تو اللہ اور اُس کا رسول ہی زیادہ واقف ہیں۔ اس پر جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا (لو اچھا اب غور سے سُن لو!) سب سے پہلے خدا تعالےٰ نے مجھ کو اپنے نور کے خلاصہ سے پیدا کیا اور مجھے (اپنی معرفت و عبادت کی) دعوت دی۔ میں نے اُس کی اطاعت کی۔ پھر میرے نور سے علیؑ کو پیدا کیا اور اُسے (اپنی معرفت و عبادت کی اور میری معرفت و اطاعت کی) دعوت دی۔ اُس نے بھی خدائے تعالےٰ کے حکم کی اطاعت کی۔ پھر علیؑ کے نور سے فاطمہ علیہا السلام کو پیدا کیا۔ اور اُس کو (اپنی معرفت و عبادت اور ہماری معرفت و اطاعت کی) دعوت دی پس اُس نے بھی حکم خدا کی اطاعت کی۔ پھر مجھ سے۔ علیؑ سے اور فاطمہؑ سے حسنین علیہما السلام کو پیدا کیا۔ اُن کو ویسی ہی دعوت دی اور اُنہوں نے ویسی ہی اطاعت کی۔ پھر خدائے تعالےٰ نے ہم پانچوں کے نام اپنے اسماءِ گرامی سے مشتق فرما کر رکھے۔ چنانچہ خدائے تعالےٰ محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں اور خدائے تعالےٰ اعلیٰ ہے اور یہ علیؑ ہے۔ اور خدائے تعالےٰ فاطر ہے اور یہ فاطمہؑ ہے اور اللہ (صاحب) احسان ہے اور یہ حسنؑ ہے اور اللہ محسن ہے اور یہ حسینؑ ہے۔ پھر ہم سے اور نورِ حسینؑ سے نو امامؑ پیدا کئے۔ اُن سب کو بھی ویسی ہی دعوت دی اور اُنہوں نے خدائے تعالےٰ کے حکم کی ویسی ہی اطاعت کی۔ یہ واقعہ اس سے پہلے ہوا ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ نے آسمان کی عمارت بنائی۔ اور زمین کا فرش بچھایا۔ اور ہوا اور پانی اور فرشتے اور ہمارے سوا اور

آدمی پیدا کئے۔ ہم چودہ کے چودہ عالمِ نور میں خدائے تعالےٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے۔ اُس کا حکم سُنتے تھے اور اُس کی اطاعت کرتے تھے۔ سلمانؓ فارسی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں جو ان کے مراتب پہچاننے والا ہے۔ اُس کا کیا رتبہ ہے آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمانؓ! جو ان کو ایسا پہچانے جیسا اِن کے پہچاننے کا حق ہے اور جو اِن کی پیروی کرے اور جو ان کے دوستوں سے دوستی کرے اور ان کے دشمنوں سے الگ تھلگ رہے واللہ وہ ہم میں محسوب ہوگا۔ جہاں ہم پہنچیں گے وہیں وہ بھی پہنچے گا اور جہاں ہم رہیں گے وہیں وہ بھی رہے گا۔ سلمانؓ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! آیا اُن پر مجمل ایمان لانا کافی ہے۔ بغیر اس کے کہ ہم اُن کے ناموں سے اور اُن کے رشتوں سے واقف ہوں؟ (آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیوں! نام اور رشتوں سے واقفیت کیوں نہ حاصل کرو؟) سلمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! بھلا مجھے اُن کی معرفت کیسے حاصل ہو؟ میں تو حسین علیہ السّلام ہی تک جانتا ہوں۔ فرمایا ہاں حسینؑ کے بعد اُن کے بیٹے علی ابن الحسین سیّد العابدین علیہ السّلام ہوں گے۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے محمد ابن علی الملقب بہ باقر علیہ السّلام ہوں گے جس کے یہ معنی ہیں کہ انبیاؑ و مرسلین اوّلین و آخرین کے جتنے علوم ہوئے ہیں اُن سب میں موشگافیاں کرنے والے یعنی ہندی کی چندی بتانے والے اور بال کی کھال نکالنے والے۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے جعفر بن محمد علیہ السّلام ہوں گے۔ جو خدا کی سچی زبان ہوں گے۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے موسےٰ ابنِ جعفر علیہ السّلام ہوں گے۔ جو خدائے تعالےٰ کی راہ میں صبر کرنے کے سبب اپنے غصّہ کو روکنے والے ہوں گے اور اسی سبب سے کاظم مشہور ہوں گے۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے علی بن موسےٰ علیہ السّلام ہونگے جو امرِ خدا پر یہاں تک راضی ہوں گے کہ رضا مشہور ہو جائینگے اُن کے بعد اُن کے بیٹے محمد ابن علی علیہ السّلام ہوں گے جن کو خدائے تعالےٰ اپنی مخلوق میں سے برگزیدہ فرمائیگا۔ اُن کے بعد راہِ خدا کے بتلانے والے علی ابن محمد علیہ السّلام ہوں گے جو ہادی مشہور ہوں گے۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے حسن بن علی علیہ السّلام ہوں گے جو خدا کے راز کے رازدار اور خاموش مشہور ہوں گے۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے محمد ابنِ حسن علیہ السّلام ہوں گے جن کے القاب ہادی۔ مہدی۔ ناطق۔ قائم بحق اللہ (وغیرہ) ہوں گے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے سلمانؓ! تم بھی مہدی علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچو گے اور جو لوگ ایمان میں تمہاری مانند ہوں گے وہ بھی۔ اور جو حقیقتِ معرفت کے ساتھ مہدی علیہ السّلام سے تولاّ رکھنے والے ہوں گے وہ بھی۔ سلمانؓ فارسی فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے خدائے تعالےٰ کا بہت ہی شکر ادا کیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا اُن کے زمانہ تک میں زندہ رہونگا۔ فرمایا

کہ اے سلمانؓ! یہ آیت پڑھ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ (دیکھو صفحہ ۵۰۴ سطر ۲) سلمانؓ کہتے ہیں کہ اس پر میرا شوق بڑھا اور میں بہت رویا۔ پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کا عہد مجھ سے ہے۔ فرمایا ہاں اُسی اللہ کی قسم جس نے محمدؐ کو برحق رسول بنا کر بھیجا ہے یہ عہد میری طرف سے بھی ہے اور علیؑ کی طرف سے بھی ہے اور فاطمہؑ کی طرف سے بھی ہے۔ اور حسنینؑ کی طرف سے بھی ہے اور نو اماموں کی طرف سے بھی ہے جو حسینؑ کی نسل میں سے ہوں گے اور ہر ایک اُس شخص کی طرف سے بھی ہے جو ہم میں سے ہوگا اور ہم میں آ ملے گا۔ خدا کی قسم اے سلمانؓ! اُس وقت ابلیس بھی حاضر کیا جائے گا اور اُس کا کُل لشکر بھی۔ اور ہر وہ شخص آئے گا جس نے ایمان کو ایمان ہی سمجھ کر قبول کیا ہوگا۔ اور ہر وہ شخص بھی لایا جائے گا جو کفر کو محض کفر ہی کی خاطر سے مانتا ہوگا۔ (یعنی ہر خالص مومن اور ہر خالص کافر حاضر کیا جائیگا) تا کہ قصاص لئے جائیں اور جو خون ایسے ہوں کہ اُن کی دیت نہ لی گئی ہو اُن کی دیت دلائی جائے اور ہر خون کا کما حقہٗ بدلہ ملے اور تمہارا پروردگار کسی کے حق میں ذرا سی بھی ناانصافی نہ کرے گا۔ اس آیت وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ کے اصل مطلب کا پورا ہونا بھی ہوگا۔ سلمانؓ فرماتے ہیں کہ یہ سُنکر میں جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے کھڑا ہو گیا۔ اور اُس وقت سے سلمانؓ کو اس کی پروا نہیں ہے کہ موت اُسے کب آئے یا وہ موت کے منہ میں کب چلا جائے۔

شیبانی نے کشف البیان میں یہ لکھا ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت جناب صاحب الامر علیہ السلام کی شان میں بالخصوص نازل ہوئی ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔ شاہانِ جابرین اور سرکش لوگوں کو ہلاک کریں گے۔ شرق سے غرب تک تمام زمین کے وہ جناب مالک ہوں گے۔ پس وہ حضرت تمام زمین کو عدل و انصاف سے مملو کردیں گے۔ جیسی کہ وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۶۱۹

من لا یحضرہ الفقیہ میں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو ایفائے عہد سے پہلے اپنی زوجہ سے ہم بستر ہونا جائز تھا اس لئے کہ اُن کو وحی کے ذریعہ سے

معلوم ہوگیا تھا کہ وہ شرط پوری ہونے تک زندہ رہیں گے۔ اسی لئے اُنہوں نے دونوں مدتوں میں سے طولانی مدت وہاں بسر کی۔

الاکمال میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ یوشعؑ بن نون وصی حضرت موسےٰ اُن جناب کی وفات کے بعد تیس برس زندہ رہے۔ زوجہ جناب موسےٰ یعنی صفراء بنت شعیبؑ نبی نے یوشعؑ پر خروج کیا اور کہا کہ بہ نسبت آپ کے خلیفہ ہونے کی میں زیادہ حقدار ہوں۔ پس زوجہ موسےٰ نے یوشعؑ بن نون سے خوب لڑی۔ یوشعؑ نے اُس کے ہمراہیوں کو قتل کرکے صفرا کو قید کرلیا۔ اور اُن کی حرمت کو ضائع نہ ہونے دیا۔ (قولِ مترجم۔ حمیرا اور صفراء کے کرتوت کی مشابہت ملاحظہ طلب ہے) تفسیر برہان میں علامہ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ سے بروایت انس منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السلام محبتِ پروردگارِ عالم میں یہاں تک روئے کہ بصارت جاتی رہی۔ خدائے تعالےٰ نے پھر اُن کی بصارت عطا فرما دی۔ پھر اتنا روئے کہ نابینا ہوگئے۔ پھر خدائے تعالےٰ نے اُن کو بصارت عطا فرمائی یہاں تک کہ جب چوتھی مرتبہ نابینا ہونے کی نوبت پہنچی تو خدائے تعالےٰ نے اُن کی طرف وحی فرمائی کہ اے شعیبؑ! ایسا کہاں تک ہوتا رہے گا۔ اگر تمہارا یہ رونا خوفِ جہنم سے ہے تو ہم نے تم کو امان دی اور اگر شوقِ جنت کے سبب سے ہے تو ہم نے تم کو جنت عطا کی۔ اُس وقت اُنہوں نے عرض کی۔ کہ اے میرے معبود! اور اے میرے سید و سردار! تو خوب جانتا ہے کہ نہ میں تیرے جہنم کے خوف سے روتا ہوں اور نہ تیری جنت کے شوق میں بلکہ میرے دل میں تیری سچی محبت ہے۔ اُس کی وجہ سے میں صبر نہیں کرسکتا۔ اس کے جواب میں خدائے تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ جب تمہاری یہ حالت ہے تو ہم اپنے معزز پیغمبر موسےٰ بن عمران کو جس کا لقب کلیم اللہ ہے تمہاری خدمت میں دیں گے (یہ بنا تھی کہ موسےٰ علیہ السلام کا مدین میں ورود ہوا اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے شرطِ خدمت پر نکاح قرار پایا)۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۶۲۵

کافی میں ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ عرض کی کہ عوام الناس گمان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطالب کافر تھے۔ فرمایا جھوٹے ہیں (خدا اُن پر لعنت کرے) وہ شخص کافر کیسے ہوسکتا ہے جو یہ کہے کہ

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا ۔ نَبِيًّا كَمُوْسٰى خُطَّ فِيْ اَوَّلِ الْكُتُبِ

ترجمہ (کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمدؐ کو ویسا ہی نبی پایا جیسے کہ موسےٰ تھے۔ اور یہ بات سب سے

پہلے نوشتہ میں لکھی ہوئی ہے۔
اور دوسری حدیث میں یہ آیا ہے کہ حضرت ابوطالب کافر ہو کیونکر سکتے ہیں حالانکہ اُن کے یہ قوال موجود ہیں۔ ؎

لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ ابْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ	لَدَیْنَا وَلَا یُعْبَأُ بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ
وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ	ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ

(ترجمہ) یہ تو وہ سب خوب جانتے ہیں کہ ہمارا بیٹا ہمارے نزدیک قابلِ تکذیب نہیں ہے۔ اور بیہودہ باتوں کی طرف توجہ بھی نہیں کی جا سکتی۔ وہ ایسا حسین و خوبصورت ہے کہ اُس کے روئے اقدس کا واسطہ دے کر بادلوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے۔ وہ یتیموں کا والی اور بیوہ عورتوں کا جائے پناہ ہے۔

قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی۔ سب سے اُوپر کے شعر میں "خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ" آیا ہے۔ اس کا یہ مقصد ہے کہ یہ حکم سب سے پہلے نوشتہ یعنی لوحِ محفوظ میں ثبت فرما دیا گیا ہے۔

(۲) ابیض عرب کے محاورہ میں ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کی عزت میں کبھی کوئی بٹہ نہ لگا ہو۔ یعنی وہ ہمیشہ ہر معاملہ میں روسفید رہا ہو۔

(۳) ثِمَال بروزنِ کتاب اُس فریادرس کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کے معاملات کی درستی کرتا رہتا ہو۔

(۴) اَرَامِل جمع اَرْمَلَہ کی ہے اور اَرْمَلَہ اُس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو۔

(**قولِ مترجم**) نیز اَرَامِل جمع اَرْمَل کی بھی ہے اور اَرْمَلَہ کی بھی۔ اَرْمَل وہ مرد ہے جس کی عورت نہ ہو۔ اور اَرْمَلَہ وہ عورت ہے جس کا مرد نہ ہو۔ مگر اَرَامِل کا مخصوص اور کثرت سے استعمال بے شوہر کی عورتوں ہی پر ہوتا ہے۔

کافی میں ہے کہ جنابِ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی شخص نے یہ دریافت کیا تھا کہ آیا حضرت ابوطالب بحیثیت اوصیائے حضرت اسمٰعیلؑ میں ہونے کے جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی حجۃ اللہ تھے؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ وصایائے انبیاء کے ایک امین تھے جو اُنہوں نے آنحضرتؐ تک پہنچاویں۔ اس پر دریافت کیا گیا کہ جب اُنہوں نے وصیتیں آنحضرتؐ تک پہنچا دیں تو اس سے تو صاف ثابت ہوا کہ حضرتؐ ابوطالب حجت تھے اور آنحضرت اُن کے ماتحت فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اگر جنابِ رسولِ خدا اُن کے ماتحت ہوتے تو پھر وصیت ہی اُن کو کیوں پہنچاتے۔ اس پر عرض کیا گیا تو پھر حضرت ابوطالب کی کیا حالت تھی؟ فرمایا کہ اُنہوں نے جنابِ رسولِ خدا کی رسالت کا اقرار کیا اور جو احکام آنحضرتؐ لائے تھے اُن کا اقرار کیا۔ انبیاء کی وصیتیں اُن

کے سپرد کیں اور اُسی دن انتقال فرما گئے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت ابوطالب نے انتقال فرمایا تو جبرئیل امین جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے۔ یا رسولؐ اللہ! اب آپ مکّہ سے تشریف لے جائیے کیونکہ یہاں آپ کا کوئی مددگار نہیں رہا۔ اور قریش آنحضرتؐ کو ضرر پہنچانے کے لئے ہیجان میں آئے ہوئے تھے۔ پس اس مشورہ کے بموجب آنحضرتؐ نے شہر مکّہ کو چھوڑا اور مکّہ معظمہ کے اطراف میں ایک پہاڑ کے پاس پہنچے جس کا نام حَجُون تھا اور اُسی میں پناہ لی۔

نیز اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! پروردگارِ عالم آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے آتشِ جہنم کو اُس صلب پر حرام کیا ہے جس میں آپ کا نور رہا ہو اور اُس رحم پر حرام کیا ہے جس میں آپ حمل میں رہے ہوں اور اُس گود پر حرام کیا ہے جس میں آپ نے پرورش پائی ہو۔ پس صُلب سے مراد آنحضرتؐ کے والدِ ماجد عبداللہ ابن عبدالمطلب کا صلب ہے اور بطن یا رحم سے مراد جس کے حمل میں آنحضرتؐ رہے۔ جناب آمنہ بنت وہب ہیں۔ اور وہ گود جس نے آپ کی پرورش کی اُس سے حضرت ابوطالب کی گود مراد ہے۔ اور ایک روایت میں اتنا اور آیا ہے کہ حضرت ابوطالب کی شامل اُن کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت اسد بھی ہیں۔ (کیونکہ دونوں نے اپنی اپنی گود میں کھلایا اور پرورش کی)

تفسیر عیاشی میں زُہری سے منقول ہے کہ ایک شخص جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اُس نے حضرتؑ سے کوئی بات پوچھی جس کا آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اُس وقت اُس شخص نے (بطریقِ غصّہ) یہ کہا کہ اگر آپ اپنے باپ کے بیٹے ہیں تو آپ بُت پرستوں کی اولاد ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا (خدا تجھ پر لعنت کرے) تو جھوٹ بکتا ہے۔ خدائے تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ (اپنے بیٹے) اسمٰعیل علیہ السلام کو مکّہ میں پہنچا دیں۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور خدائے تعالےٰ سے یہ عرض کی "رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ" (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۴۱۳ سطر ۷) پس اولادِ اسمٰعیل میں سے کسی نے کبھی بُت کی پرستش نہیں کی۔ ہاں عرب ضرور بتوں کو پوجنے والے تھے۔ رہی اولادِ اسمٰعیل اُن میں سے بعض تو یہ کہا کرتے تھے۔ هٰٓؤُلَاۤءِ شُفَعَاۤؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۳۴ سطر ۷) اور اس طرح کافر ہو جاتے تھے مگر بُت کو کبھی نہ پوجتے تھے یعنی مشرک ہرگز نہ تھے۔

امالی شیخ طوسی علیہ الرحمہ میں بروایت عبدالرحمٰن ابن کثیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور اُن حضرت نے بتوسط اپنے والدِ ماجد کے اپنے جدِ امجد سے ایک حدیث نقل فرمائی ہے جو اُن حضرت نے جناب امام حسن علیہ السلام سے سماعت فرمائی تھی اور وہ ایک واقعہ تھا جو اُن حضرت کو طلحہ اور معاویہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ چنانچہ جناب امام حسن علیہ السلام نے اُن دونوں ملعونوں سے یہ ارشاد فرمایا کہ اب رہی قرابت تو وہ مشرک کو بھی نفع پہنچائے گی اور خدا کی قسم مومن کے لئے تو بہت زیادہ نافع ہوگی۔ چنانچہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا جناب ابوطالب سے عین حالتِ احتضار میں یہ فرمایا کہ آپ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیں کہ میں اس کے ذریعہ سے قیامت کے دن آپ کے حق میں شفاعت کروں گا حالانکہ (یہ امر مسلّم ہے کہ) جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب تک پورا یقین نہ ہوتا نہ اپنے چچا سے ایسی بات فرماتے نہ ایسا وعدہ کرتے اور (اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ) یہ بات سوائے ہمارے بزرگ یعنی حضرت ابوطالب علیہ السلام کے کسی دوسرے کے لئے جائز ہی نہیں کیونکہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ج حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ط اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ٥ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۶ سطر ۹)

بروایتِ عبداللہ ابن عباس خود حضرت عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت ابوطالبؑ نے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ بھتیجے! آیا اللہ نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا جی ہاں۔ تب حضرت ابوطالبؑ نے کہا کہ اچھا مجھے کوئی معجزہ دکھا دیجئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اس درخت کو آپ کی خاطر سے بلاتا ہوں۔ چنانچہ اُسے بلایا تو وہ آگیا۔ اور آنحضرتؐ کے سامنے اُس نے سجدہ کیا پھر اپنی جگہ لوٹ کر چلا گیا۔ اُس وقت حضرت ابوطالبؑ نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً سچے رسولؐ ہیں (اس کے بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کے فرمایا) یا علیؑ تم اپنے ابنِ عم کی اطاعت کرو۔ کئی حدیثوں میں یہ مضمون جنابِ امام جعفرِ صادق علیہ السلام اور حضرت عباسؓ ابنِ عبدالمطلب کی روایتوں سے وارد ہوا ہے کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام حسابِ جُمّل کی رُو سے داخلِ اسلام ہوئے تھے۔ اور امام علیہ السلام نے اپنی مٹھی باندھ کر ۶۳ کا عدد بھی ظاہر کیا۔

ابوالحسن محمد ابنِ احمد داؤدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوالقاسم حسین ابن روح قدس اللہ روحہ (سفیرِ جنابِ صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ) کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے اُن سے یہ سوال کیا کہ حضرت عباسؓ کے اس قول کے کیا معنی ہیں اجو انہوں

نے آنحضرت سے فرمایا تھا کہ آپ کے چچا ابوطالب حساب جُمل کی رو سے اسلام لے آئے اور اپنے ہاتھ سے ۶۳ کا اشارہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مطلب اِلٰہٌ وَاحِدٌ جَوَادٌ تھا۔ اور اس کی تفسیر اس طرح ارشاد فرمائی کہ الف کا عدد ایک ہے تو لام کے ۳۰۔ اور ہ کے ۵۔ پھر الف کا ایک ح کے ۸ دال کے ۴۔ پھر ج کے ۳ واؤ کے ۶۔ الف کا ایک اور دال کے ۴۔ اور مجموعہ ان سب کا ۶۳ ہے۔

اصبغ ابن نباتہ سے منقول ہے کہ میں نے خود جناب امیر المومنین علیہ السّلام کو یہ فرماتے سُنا کہ خدا کی قسم نہ میرے باپ نے کبھی بُت کی پرستش کی اور نہ میرے دادا عبدالمطلب نے اور نہ اُن کے والد ہاشم نے اور نہ اُن کے والد عبد مناف نے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ آخر وہ کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ فرمایا بیت اللہ کی طرف رُخ کرکے دینِ ابراہیم علیہ السّلام کے مطابق نماز پڑھا کرتے تھے اور اُسی پر قائم تھے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد حضرت ابوطالب علیہ السّلام کی خدمت میں اس غرض سے آئیں کہ اُن کو جناب رسُولِ خدا کی ولادت کی خوشخبری سنائیں تو حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ ایک سبت تم صبر کرو تو میں بھی تمہیں ایسے ہی شخص کی خوشخبری دوں گا۔ فرق اس قدر ہوگا کہ اُس میں نبوت نہ ہوگی۔ حضرت نے خود ارشاد فرمایا کہ سبت سے مراد تیس۳۰ برس ہیں اور جناب رسولِ خدا کی ولادت اور حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کی ولادت میں تیس۳۰ ہی برس کا فاصلہ ہے۔

علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید میں حضرت ابوطالب علیہ السّلام کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں۔ از آنجملہ اشعارِ ذیل بھی ہیں ؎

أَنْتَ الْأَمِيْنُ مُحَمَّدٌ	قَرْمٌ أَعَزُّ مُسَوَّدٌ	لِمُسَوَّدِيْنَ أَطَايِبٍ	كَرُمُوْا وَطَابَ الْمَوْلِدُ
أَنْتَ السَّعِيْدُ مِنَ السُّعُوْدِ	تَكْتَنِفُكَ الْأَسْعُدُ	مِنْ بَعْدِ آدَمَ لَمْ يَزَلْ	فِيْنَا وَصِيٌّ مُرْشِدٌ
فَلَقَدْ عَرَفْتُكَ صَادِقًا	بِالْقَوْلِ لَا تَتَفَنَّدُ	مَا زِلْتَ تَنْطِقُ بِالصَّوَابِ	وَأَنْتَ طِفْلٌ أَمْرَدُ

(ترجمہ) تم امین ہو محمدؐ ہو سب سے زیادہ عزت دار سردار ہو۔ تم سرداروں اور پاک دامنوں کے فرزند ہو جو کریم الاصل تھے۔ تمہاری جائے ولادت بہت اچھی ہے۔ تم نیک بختوں کے سعید فرزند ہو اور سعید لوگ ہی آپ پر احاطہ کئے رہے۔ آدم علیہ السّلام کے بعد سے لیکے اب تک ہمارے خاندان میں کوئی نہ کوئی ہدایت کرنے والا وصی برابر چلا آتا ہے۔ اسی سے میں آپ کو خوب پہچانتا ہوں کہ آپ کی ہر بات سچی ہے۔ کوئی خلافِ عقل نہیں۔ اور آپ تو اُس وقت سے جبکہ آپ بچے ہی تھے حق ہی حق باتیں کہتے رہے۔

ابن بابویہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوطالب نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدح میں اسی قسم کا مضمون اپنے قصیدۂ لامیہ میں بھی فرمایا ہے۔

وَمَا مِثْلُهٗ فِي النَّاسِ سَيِّدُ مَعْشَرٍ	اِذَا قَايَسُوْهُ عِنْدَ وَقْتِ التَّفَاضُلِ
فَاَيَّدَهٗ رَبُّ الْعِبَادِ بِنُوْرِهٖ	وَاَظْهَرَ دِيْنًا حَقُّهٗ غَيْرُ زَائِلِ

اور انہی اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ	رَبِيْعُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
يُطِيْفُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ	فَهُمْ عِنْدَهٗ فِيْ نِعْمَةٍ وَّفَوَاضِلِ
وَمِيْزَانُ صِدْقٍ لَّا يَخِيْسُ شَعِيْرَةً	وَمِيْزَانُ عَدْلٍ وَّزْنُهٗ غَيْرُ عَائِلِ

(ترجمہ) جب بزرگی دینے کے وقت لوگ اُس کی بزرگی کا اندازہ کریں تو تمام آدمیوں میں کوئی شخص اُن کے مانند گروہوں کا سردار نہیں ہے۔ بندوں کے پروردگار نے اپنے نور کے ذریعے اُن کی تائید کی ہے اور اُنہوں نے ایسا دین ظاہر کیا ہے جس کا حق ہونا کبھی زائل نہ ہوگا۔
"اور وہ ایسے متبرک ہیں کہ اُن کے روئے روشن کا واسطہ دے کر بادلوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے۔ وہ یتیموں کے باغ بہار اور بیواؤں کے جائے پناہ ہیں۔ یہ بنی ہاشم میں سے ہیں۔ جن کے گرد فقرا جمع رہتے ہیں۔ پس وہ لوگ اِن کے پاس ہر طرح کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ سچائی کی میزان ہیں جو جَو بھر بھی کم نہیں ہوتی اور وہ عدل کی ترازو ہیں جس کی تول ہمیشہ پوری ہی اُترتی ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں علامہ طبرسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطالب علیہ السّلام کے ایمان پر اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسّلام کا اجماع ثابت ہے اور اُن حضرات کا اجماع حجت ہے اس لئے کہ وہ ثقلین میں سے ایک ثقل ہیں۔ جن کے اتباع کا حکم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس مشہور قول کے بموجب دیا ہے۔ "مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ" (جب تک تم اِن دونوں سے متمسک رہو گے ہرگز ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے)

علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے مضمون متذکرۂ بالا قول باری تعالےٰ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ج (دیکھو صفحہ ۲۰۷ سطر ۹) کی تفسیر میں بیان کیا ہے اور وہیں حضرت ابوطالب علیہ السّلام کے کچھ اشعار بھی لکھے ہیں، جو اُن کے ایمان پر دلالت کرتے ہیں۔ مگر ہم بخوف طوالت اُن کو چھوڑے دیتے ہیں۔

جناب سید ابنِ طاؤس علیہ الرحمہ اپنی کتاب طرائف میں فرماتے ہیں کہ عجائبات سے یہ بات ہے کہ دشمنانِ اہلِ بیت علیہم السّلام کا تعصب اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ اُنھوں نے یہ گمان کر لیا کہ خدائے تعالےٰ نے اپنے نبی سے جو یہ فرمایا "اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ" اس میں "مَنْ اَحْبَبْتَ" سے حضرت ابوطالب مراد ہیں۔ حالانکہ ابو المجد بن رشادہ واعظ نے اپنی کتاب نزول القرآن میں اسی آیت کے بارے میں حسن ابن فضل کا یہ قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کیونکر کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوطالبؑ کے بارے میں نازل ہوئی حالانکہ یہ سورت جس میں یہ آیت ہے مدینۂ منوّرہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں اُن میں سب سے آخر ہے۔ حالانکہ حضرت ابوطالب علیہ السّلام کا انتقال جبکہ آنحضرتؐ مکّہ ہی میں تھے اور اسلام کا آغاز تھا جب ہی ہوچکا تھا۔ اور یہ آیت حرث ابن نعمان بن عبد مناف کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن سے آنحضرتؐ بہت محبّت رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ اسلام لے آئیں۔ ایک دن اُنھوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں یہ بات عرض کی کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ یقیناً برحق ہیں۔ اور جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں وہ بھی سب برحق ہے۔ لیکن آپ کے اتباع سے ہم کو یہ بات روکتی ہے کہ عرب اپنی کثرت اور ہماری قلت کے سبب ہم کو اس سرزمین سے معدوم کردیں گے۔ اور ہم میں ابھی اتنی قوت ہے نہیں کہ ہم اُن کا مقابلہ کرسکیں۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور آنحضرتؐ بوجہ اُن کے میلان کے جو اسلام کی طرف تھا اُن کو اسلام ہی میں شمار فرماتے تھے۔ اسی طرح جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے جو ان روایتوں کو جانتا ہو اور ان آیات کے مضمون سے واقف ہو یہ کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ وہ حضرت ابوطالب علیہ السلام کے ایمان سے انکار کرے۔ حالانکہ حضرت ابوطالب علیہ السّلام کی وصیّت کی روایتیں جو اُنھوں نے اپنے بیٹے علی علیہ السّلام کو جناب محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ساتھ دینے کے بارے میں فرمائیں پہلے گزر چکی ہیں اور اُن کے اس قول کا بھی ذکر ہوچکا ہے کہ محمد (صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سوائے نیکی کے اور کسی بات کی طرف بُلائیں گے ہی نہیں۔ اور آنحضرتؐ کا یہ قول بھی مذکور ہوچکا "جزاك اللہ خيرًا يا عم" (چچا جان! خدا آپ کو جزائے خیر دے) نیز آنحضرتؐ کا یہ قول کہ اگر چچا اس وقت زندہ ہوتے تو اسلام کا عروج اور ہماری ترقی دیکھ کر اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ اور اگر جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس کا علم نہ ہوتا کہ حضرت ابوطالب مؤمن مرے ہیں تو وہ کبھی حضرت ابوطالبؑ کے حق میں دعائے خیر نہ فرماتے اور نہ کبھی اس بات کی شہادت دیتے کہ اسلام کے عروج اور ہماری ترقی سے اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ اور اگر امّت میں سے کسی اور کی گواہی

حضرت ابوطالبؑ کے ایمان کے بارے میں سوائے عترتِ جناب رسولؐ خدا کی گواہی کے نہ بھی ہو تو بھی تمام امت پر عترتِ رسولؐ خدا کی گواہی کی تصدیق واجب و لازم ہے۔ اس لئے کہ اُن کے نبیؐ نے گواہی دی ہے کہ میری عترت کتابِ خدا سے ہرگز جُدا نہ ہوگی اور اس میں کسی قسم کا شک ہی نہیں ہوسکتا کہ عترتِ جنابِ رسولؐ خدا حضرت ابوطالبؑ کے باطنی حالات سے بہ نسبت غیروں کے بہت زیادہ واقف ہیں اور شیعیانِ اہلبیتؑ کا اس بات پر اجماع ہوچکا ہے کہ جناب ابوطالبؑ یقینی مومن تھے اور اس بارے میں اُن کی تصنیفات موجود ہیں۔ علامہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی ابنِ عقبہ سے اور وہ اپنے والد عقبہ سے روایت کرتے ہیں۔ عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے خود جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تم اپنے کُل معاملات خدا کے واسطے کرو اور آدمیوں کے لئے کچھ نہ کرو۔ اس لئے کہ جو کچھ بھی اللہ کے واسطے ہوتا ہے وہی خدا کے ہاں قبول ہے اور جو کچھ آدمیوں کے لئے ہوتا ہے وہ خدا کی جناب میں بار ہی نہیں پاتا اور معاملات میں لوگوں سے جھگڑا نہ کرو اس لئے کہ جھگڑا کرنا دل کو مریض بنا دیتا ہے۔ دیکھو خدائے تعالےٰ نے اپنے نبی جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے فرمایا "اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ" نیز فرمایا "اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ" (دیکھو صفحہ ۳۴۹ سطر ۱) سو تم لوگوں کو تو اُن کے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ لوگوں نے تو جو کچھ اخذ کیا ہے وہ معمولی آدمیوں سے اخذ کیا ہے اور تم نے جو کچھ لیا ہے وہ جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے لیا ہے۔ میں نے خود اپنے والدِ ماجد جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب خدائے تعالےٰ نے کسی بندہ کے لئے یہ لکھ دیا کہ وہ ہمارے امر میں داخل ہوجائے تو وہ اُس پرندہ کی نسبت زیادہ تیزی سے داخل ہوگا جو اپنے گھونسلے میں جا گھستا ہے۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۶۲۷

کافی میں حدیث مرفوع بروایت عبدالعزیز ابنِ مسلم منقول ہوئی ہے (وہ پوری حدیث معہ ترجمہ درج کی جاتی ہے) راوی کا بیان ہے کہ ہم شہرِ مرو میں جنابِ امام رضا علیہ السّلام کی معیّت میں موجود تھے اور ہم وہاں پہنچنے کے ابتدائی زمانہ میں ایک جمعہ کے دن جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے لوگوں نے امرِ امامت کا ذکر چھیڑا اور یہ بھی ذکر نکلا کہ آدمیوں کا اس معاملہ میں کس قدر اختلاف ہے۔ پس میں اپنے آقا اور سید جنابِ امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امرِ امامت کے بارے میں لوگوں نے جو جو گفتگو کی تھی وہ سب آن حضرتؑ سے عرض کی حضرتؑ یہ سب باتیں سُنکر متبسم ہوئے۔ پھر یوں ارشاد فرمایا۔ يَا عَبْدَ الْعَزِيْزِ جَهِلُوا الْقَوْمُ وَ خُدِعُوْا عَنْ اٰدْيَانِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَقْبِضْ نَبِيَّهٗ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حَتّٰى اَكْمَلَ لَهُ الدِّيْنَ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنَ فِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ بَيَّنَ فِيْهِ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَالْحُدُوْدَ وَالْاَحْكَامَ وَجَمِيْعَ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ النَّاسُ كَمَلًا وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ وَاَنْزَلَ فِيْهِ مَآ اَنْزَلَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ اٰخِرُ عُمُرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اَمْرُ الْاِمَامَةِ مِنْ تَمَامِ الدِّيْنِ وَلَمْ يَمْضِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حَتّٰى بَيَّنَ لِاُمَّتِهٖ مَعَالِمَ دِيْنِهِمْ وَاَوْضَحَ لَهُمْ سَبِيْلَهُمْ وَتَرَكَهُمْ عَلٰى سَبِيْلِ قَصْدِ الْحَقِّ وَاَقَامَ لَهُمْ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَمًا وَاِمَامًا وَمَا تَرَكَ شَيْئًا تَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْاُمَّةُ فَمَنْ زَعَمَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُكْمِلْ دِيْنَهٗ فَقَدْ رَدَّ كِتَابَ اللّٰهِ وَمَنْ رَدَّ كِتَابَ اللّٰهِ فَهُوَ كَافِرٌ هَلْ تَعْرِفُوْنَ فَضْلَ الْاِمَامَةِ وَمَحَلَّهَا مِنَ الْاُمَّةِ

(ترجمہ) اے عبدالعزیز لوگ جاہل ہیں اور اپنے دین کے بارے میں دھوکا کھائے ہوئے ہیں یقیناً خدائے بزرگ و برتر نے اپنے نبیؐ کو اُس وقت تک نہیں اُٹھایا جب تک کہ اُن کے لئے دین کو کامل نہ کر دیا۔ اور اُن پر قرآن مجید نازل نہ فرما دیا جس میں ہر چیز کا واضح بیان موجود ہے اُس میں حلال کو حرام کو حدود کو احکام کو اور تمام اُن چیزوں کو جن کی آدمیوں کو ضرورت پڑتی ہے پورا پورا کھول کر بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کسی طرح کی کمی نہیں کی اور حجۃ الوداع میں جو آنحضرتؐ کی آخر عمر میں ہوا جو کچھ نازل فرمایا وہ بھی اس کتاب میں موجود ہے (اور وہ آیت یہ ہے) آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور دینِ اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔ امر امامت دین کا پورا کرنے والا ہے اور جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اُس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک آنحضرتؐ نے اپنی اُمت کے لئے اُن کے دین کی ضروری باتیں صاف بیان نہ کر دیں اور اُن کو اُن کا راستہ صاف بتلا نہ دیا اور اُن کو ایسے راستہ تک پہنچا نہ دیا جو سیدھا حق تک لے جاسکے اور علی علیہ السّلام کو اُن کے لئے علمِ ہدایت اور امام بنا کر قائم نہ کر دیا۔ اور کوئی چیز آنحضرتؐ نے ایسی نہ چھوڑی جس کی اُمّت کو ضرورت پڑتی ہو (اور آنحضرتؐ نے اُس کو واضح نہ کر دیا ہو) پس جس شخص کا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے دین کو مکمل نہیں کیا۔ وہ کتابِ خدا کا رد کرنے والا ہے اور جو کتابِ خدا کا رد کرنے والا ہے وہ کافر ہے۔ آیا تم لوگ امامت کے رتبہ کو اور امت سے امام کو جو نسبت ہے اُس نسبت کو پہچانتے بھی ہو کہ

فَيَجُوْزُ فِيْهَا اخْتِيَارُهُمْ اِنَّ الْاِمَامَةَ اَجَلُّ قَدْرًا وَّاَعْظَمُ شَاْنًا وَّاَعْلٰى مَكَانًا وَّاَمْنَعُ جَانِبًا وَّاَبْعَدُ غَوْرًا مِّنْ اَنْ يَّبْلُغَهَا النَّاسُ بِعُقُوْلِهِمْ اَوْ يَنَالُوْهَا بِاٰرَائِهِمْ اَوْ يُقِيْمُوْا اِمَامًا بِاخْتِيَارِهِمْ اِنَّ الْاِمَامَةَ خَصَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بَعْدَ النُّبُوَّةِ وَالْخُلَّةِ مَرْتَبَةً ثَالِثَةً وَّفَضِيْلَةً شَرَّفَهٗ بِهَا وَاَشَارَ بِهَا جَلَّ ذِكْرُهٗ فَقَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا فَقَالَ الْخَلِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُرُوْرًا بِهَا وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ فَاَبْطَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اِمَامَةَ كُلِّ ظَالِمٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَصَارَتْ فِي الصَّفْوَةِ ثُمَّ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَنْ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ ذُرِّيَّتِهٖ اَهْلَ الصَّفْوَةِ وَالطَّهَارَةِ فَقَالَ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ

(ترجمہ بسلسلۂ صفحۂ گذشتہ) امت کا امام کو منتخب کر لینا جائز ہو جائے (یہ خوب سمجھ لو کہ امامت کی قدر اس سے کہیں زیادہ ہے اور اُس کی شان اس سے کہیں بڑی ہے اور اُس کی منزلت اس سے کہیں اعلےٰ ہے اور وہ اس سے کہیں محفوظ تر ہے اور اس کی گہرائی اس سے کہیں زیادہ ہے کہ آدمیوں کی عقلیں اُس کی حد تک پہنچ سکیں یا لوگ اپنی رایوں سے اُس کو پا سکیں یا اپنے اختیار (و انتخاب) سے امام بنا سکیں۔ امامت وہ رُتبہ ہے جس سے خدائے تعالےٰ نے حضرت ابراہیم خلیل کو بعد نبوت و خلّت کے تیسری مرتبہ مخصوص فرمایا اور (امامت) وہ فضیلت ہے جس سے اُن حضرت کو مشرف فرمایا اور اپنے کلام پاک میں اس کا ذکر اس شان سے کیا۔ کہ فرمایا "میں تم کو کل آدمیوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں"۔ حضرت خلیل اللہ اس سے اتنے خوش ہوئے کہ اُنہوں نے عرض کی اور میری اولاد سے خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ میرے (اس) عہد سے ظالم فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ پس اس آیت نے قیامت کے دن تک کے لئے ہر ظالم کی امامت کو باطل کر دیا اور وہ صرف پاک و پاکیزہ لوگوں کے لئے رہ گئی۔ پھر خدا ئے تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ اکرام فرمایا کہ اُن کی اولاد میں اس امامت کو ایسے لوگوں کے لئے قرار دیا جو صاحبانِ عصمت و طہارت ہوئے چنانچہ فرمایا اور ہم نے اُسے (بیٹا) اسحاقؑ اور پوتا یعقوبؑ عنایت کیا اور ان میں سے ہم نے ہر ایک کو نیک بنایا اور اُن کو ہم نے ایسا امام بنایا کہ وہ ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کیا کرتے تھے۔ اور اُن کی طرف ہم نے نیکیاں کرنے کی اور نماز پڑھنے کی اور زکوٰۃ دینے کی وحی فرمائی اور وہ سب کے سب ہماری

وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ وَکَانُوْا لَنَا عَابِدِیْنَ ۔ فَلَمْ یَزَلْ فِیْ ذُرِّیَّتِہٖ یَرِثُہَا بَعْضٌ عَنْ بَعْضٍ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی وَرَّثَہَا اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ فَقَالَ جَلَّ وَتَعَالٰی اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاہِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَہٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ فَکَانَتْ لَہٗ خَاصَّۃً فَقَلَّدَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَمْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی رَسْمِ مَا فَرَضَ اللّٰہُ فَصَارَتْ فِیْ ذُرِّیَّتِہِ الْاَوْصِیَآءِ الَّذِیْنَ اٰتَاہُمُ اللّٰہُ الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ بِقَوْلِہٖ جَلَّ وَعَلَا وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ فَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ فَہِیَ فِیْ وُلْدِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَاصَّۃً اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِذْ لَا نَبِیَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ فَمِنْ اَیْنَ یَخْتَارُ ہٰؤُلَاءِ الْجُہَّالُ اِنَّ الْاِمَامَۃَ ہِیَ مَنْزِلَۃُ الْاَنْبِیَآءِ وَاِرْثُ الْاَوْصِیَآءِ اِنَّ الْاِمَامَۃَ خِلَافَۃُ اللّٰہِ وَخِلَافَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَمَقَامُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

(ترجمہ بسلسلہ صفحہ گذشتہ) بندگی کرنے والے تھے۔ پس امامت انہی کی اولاد میں رہی اور ہر زمانہ میں ایک سے دوسرے کو وراثتاً پہنچتی گئی یہاں تک کہ خدائے تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس کا وارث قرار دیا جس کے بارے میں خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا بلاشک بمقابلہ کُل آدمیوں کے ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ خصوصیت اُن لوگوں کو ہے جو اُن کے پیرو ہیں اور اس نبی کو ہے اور اُن لوگوں کو ہے جو اس پر ایمان لائے ہیں اور اللہ کُل مومنوں کا کارساز ہے۔ پس امامت آنحضرت کے لئے اس طرح خاص ہوگئی اور آنحضرت نے وہ علی مرتضےٰ علیہ السلام کو حکم خدا کی رُو سے اُنہی قواعد کے بموجب جو اللہ نے واجب کئے تھے حوالہ فرما دی۔ اسی وجہ سے وہ اوصیاء جن کو اللہ تعالےٰ نے علم و ایمان عطا فرمایا تھا اُنہی حضرت کی ذُرّیت میں ہوئے جیسا کہ خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے۔ " اور وہ لوگ جن کو علم و ایمان دیا گیا تھا یہ کہیں گے کہ تم تو خدا کے نوشتہ کے بموجب قیامت کے دن تک رہے " پس امامت اولادِ علی علیہ السلام میں قیامت کے دن تک مخصوص ہوگئی اس لئے کہ بعد جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کے اور کوئی نبی ہی نہیں پس یہ جاہل لوگ انتخاب کا اختیار کہاں سے لائے۔ امامت تو انبیاء کی منزلت اور اوصیاء کی وراثت ہے۔ امامت فی الحقیقت خدا کی خلافت اور جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا مقام اور حسنین علیہما السلام کی میراث ہے۔ امامت دین کی باگ ہے اور وہ چیز ہے جس

وَمِيْرَاثُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اِنَّ الْاِمَامَةَ زِمَامُ الدِّيْنِ وَنِظَامُ الْمُسْلِمِيْنَ وَصَلَاحُ الدُّنْيَا وَعِزُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ الْاِمَامَةَ اُسُّ الْاِسْلَامِ النَّامِيْ وَفَرْعُهُ السَّامِيْ بِالْاِمَامِ تَمَامُ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ وَالْجِهَادِ وَتَوْفِيْرُ الْفَيْئِ وَالصَّدَقَاتِ وَاِمْضَاءُ الْحُدُوْدِ وَالْاَحْكَامِ وَمَنْعُ الثُّغُوْرِ وَالْاَطْرَافِ اَلْاِمَامُ يُحِلُّ حَلَالَ اللّٰهِ وَيُحَرِّمُ حَرَامَ اللّٰهِ وَيُقِيْمُ حُدُوْدَ اللّٰهِ وَيَذُبُّ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَيَدْعُوْا اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّهٖ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَالْحُجَّةِ الْبَالِغَةِ اَلْاِمَامُ كَالشَّمْسِ الطَّالِعَةِ الْمُجَلِّيَةِ نُوْرُهَا لِلْعَالَمِ وَهِيَ فِي الْاُفُقِ بِحَيْثُ لَا تَنَالُهَا الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارُ اَلْاِمَامُ الْبَدْرُ الْمُنِيْرُ وَالسِّرَاجُ الزَّاهِرُ وَالنُّوْرُ السَّاطِعُ وَالنَّجْمُ الْهَادِيْ فِيْ غَيَاهِبِ الدُّجٰى وَاَجْوَازِ الْبُلْدَانِ وَالْقِفَارِ وَلُجَجِ الْبِحَارِ اَلْاِمَامُ الْمَآءُ الْعَذْبُ عَلَى الظَّمَآءِ وَالدَّآلُّ عَلَى الْهُدٰى وَالْمُنْجِيْ مِنَ الرَّدٰى اَلْاِمَامُ النَّارُ عَلَى الْيَفَاعِ الْحَآرُّ لِمَنِ اصْطَلٰى وَالدَّلِيْلُ فِي الْمَهَالِكِ مَنْ فَارَقَهٗ فَهَالِكٌ اَلْاِمَامُ السَّحَابُ الْمَاطِرُ وَالْغَيْثُ

(ترجمہ بسلسلۂ صفحۂ گزشتہ) سے مسلمانوں کا نظم (ونسق درست) اور دنیا کی صلاح (وفلاح) اور مومنین کو عزت حاصل ہوتی ہے۔ امامت اسلام کی بڑھتی ہوئی بنیاد اور اس کی نمایاں شاخ ہے۔ امام ہی کے ذریعے سے نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و جہاد کی تکمیل ہوتی ہے اور مالِ غنیمت اور مالِ صدقات کی بڑھوتری ہوتی ہے۔ حدود و احکام کا اجراء ہوتا ہے اور سرحدوں کی روک تھام ہوتی ہے۔ امام اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے۔ اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام۔ اللہ تعالےٰ کے حدود کو قائم کرتا ہے اور خدا کے دین پر سے ہر حملہ کو دُور کرتا ہے اور اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف دانائی اچھی نصیحت اور بڑھی ہوئی حجت سے بلاتا ہے۔ امام چمکتے ہوئے سورج کی مانند ہوتا ہے جس کا نور تمام عالم کو روشن کردے اور وہ خود افق ہی میں رہے کہ اس تک نہ ہاتھ پہنچ سکیں نہ آنکھیں۔ امام روشنی دینے والا کامل چاند، چمکتا ہوا چراغ اور پھیلا ہوا نور اور اندھیری راتوں میں راہ بتانے والا ستارہ جو ملکوں اور جنگلوں کے درمیانی راستوں اور سمندروں میں راہبر ہو۔ امام پیاسے کے لئے میٹھا (اور ٹھنڈا) پانی ٹھیک ٹھیک راستہ کا بتلانے والا اور ہلاکت سے بچانے والا ہوتا ہے امام اُس آگ کی مانند ہوتا ہے جو کسی بلند مقام پر روشن کی جاتی ہے (اور وہ قریب و بعید سب کو روشنی پہنچاتی ہے) اور جس سے لوگ تاپ کر نفع اٹھاتے ہیں اور ہلاکت کے موقعوں سے چھٹکارا دینے والا ہوتا ہے جو اسے چھوڑے گا وہ ہلاک ہو جائیگا۔ امام مینہ برسانے والا بادل

الْهَاطِلُ وَالشَّمْسُ الْمُضِيئَةُ وَالسَّمَاءُ الظَّلِيلَةُ وَالْأَرْضُ الْبَسِيطَةُ وَالْعَيْنُ الْغَزِيرَةُ
وَالْغَدِيرُ وَالرَّوْضَةُ الْإِمَامُ الْأَنِيسُ الرَّفِيقُ وَالْوَالِدُ الشَّفِيقُ وَالْأَخُ الشَّقِيقُ
وَالْأُمُّ الْبَرَّةُ بِالْوَلَدِ الصَّغِيرِ وَمَفْزَعُ الْعِبَادِ فِي الدَّاعِيَةِ النَّازِلَةِ الْإِمَامُ أَمِينُ
اللهِ فِي خَلْقِهِ وَحُجَّتُهُ عَلَى عِبَادِهِ وَخَلِيفَتُهُ فِي بِلَادِهِ وَالدَّاعِي إِلَى اللهِ وَالذَّابُّ
عَنْ حُرَمِ اللهِ الْإِمَامُ الْمُطَهَّرُ مِنَ الذُّنُوبِ الْمُبَرَّأُ مِنَ الْعُيُوبِ الْمَخْصُوصُ
بِالْعِلْمِ الْمَوْسُومُ بِالْحِلْمِ نِظَامُ الدِّينِ وَعِزُّ الْمُسْلِمِينَ وَغَيْظُ الْمُنَافِقِينَ وَبَوَارُ الْكَافِرِينَ
الْإِمَامُ وَاحِدُ دَهْرِهِ لَا يُدَانِيهِ أَحَدٌ وَلَا يُعَادِلُهُ عَالِمٌ وَلَا يُوجَدُ مِنْهُ بَدَلٌ
وَلَا لَهُ مِثْلٌ وَلَا نَظِيرٌ مَخْصُوصٌ بِالْفَضْلِ كُلِّهِ مِنْ غَيْرِ طَلَبٍ مِنْهُ لَهُ وَلَا اكْتِسَابٍ
بَلِ اخْتِصَاصٌ مِنَ الْمُتَفَضِّلِ الْوَهَّابِ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَبْلُغُ مَعْرِفَةَ الْإِمَامِ أَوْ
يُمْكِنُهُ اخْتِيَارُهُ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ ضَلَّتِ الْعُقُولُ وَتَاهَتِ الْحُلُومُ وَحَارَتِ الْأَلْبَابُ
وَحَسَرَتِ الْعُيُونُ وَتَصَاغَرَتِ الْعُظَمَاءُ وَتَحَيَّرَتِ الْحُكَمَاءُ وَتَقَاصَرَتِ الْحُلَمَاءُ

(ترجمہ بہ سلسلہ صفحہ گذشتہ) اور نفع پہنچانے والی بارش اور روشنی دینے والا سورج اور سایہ ڈالنے والا آسمان اور نفع پہنچانے والی پھیلی ہوئی زمین اور کثرت سے پانی دینے والا چشمہ اور تالاب و باغ ہوتا ہے۔ امام مہربانی کرنے والا ساتھی اور شفقت و محبت کرنے والا باپ اور بھائی اور وہ مادرِ مہربان جو چھوٹے بچے کو بہ لطف و مدارات پرورش کرتی ہے اور آنے والی مصیبتوں میں کل بندوں کے لئے جائے پناہ ہوتا ہے۔ امام مخلوقِ خدا میں خدا کا امین اور خدا کے بندوں پر اُس کی حجت اور خدا کی زمین میں اُس کا خلیفہ۔ لوگوں کو اللہ کی طرف بُلانیوالا اور خدا کے حرم سے نافرمانوں کے حملے دفع کرنے والا ہوتا ہے۔ امام کُل گناہوں سے معصوم اور پاک اور ہر طرح کے عیب سے بری خاص علم کے ساتھ مخصوص اور خاص علم کے ساتھ موسوم۔ دین کے نظم (ونسق) کا درست کرنے والا مسلمانوں کو عزت دینے والا منافقوں کو غصہ میں لانیوالا اور کافروں کو ہلاک کرنے والا ہوتا ہے۔ امام اپنے زمانہ کا شخص یکتا ہوتا ہے۔ بزرگی میں کوئی اُس کا ہمسر نہیں ہوسکتا نہ کوئی عالم اُس کا مقابل ہوسکتا ہے نہ (اُس کے زمانہ میں) کوئی اُس کا بدل یا مثل یا نظیر ہوسکتا ہے۔ تمام فضائل کے ساتھ اُس کی ذات مخصوص ہوتی ہے۔ یہ سب فضیلتیں اُس کو بغیر طلب اور بغیر کد و کوشش کے ملتی ہیں۔ سبب یہ کہ بڑے عطا کرنے والے اور فضل کرنے والے کی عطا کی ہوئی خصوصیت ہے پس وہ کون ہوسکتا ہے جو امام کو کماحقہٗ پہچانے یا اُس کا منتخب کرلینا اُس کے امکان میں ہو ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ امام کے فضائل میں سے ایک فضیلت اور اُس کی شانوں میں سے

وَحَصِرَتِ الْخُطَبَآءُ وَجَهِلَتِ الْاَلِبَّآءُ وَكَلَّتِ الشُّعَرَآءُ وَعَجَزَتِ الْاُدَبَآءُ وَعَيِيَتِ
الْبُلَغَآءُ عَنْ وَصْفِ شَاْنٍ مِّنْ شَاْنِهٖ اَوْ فَضِيْلَةٍ مِّنْ فَضَائِلِهٖ وَاَقَرَّتْ بِالْعَجْزِ
وَالتَّقْصِيْرِ وَكَيْفَ يُوْصَفُ بِكُلِّهٖ اَوْ يُنْعَتُ بِكُنْهِهٖ اَوْ يُفْهَمُ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِهٖ اَوْ
يُوْجَدُ مَنْ يَّقُوْمُ مَقَامَهٗ وَيُغْنِيْ غِنَاهُ اَلَا وَكَيْفَ وَاَنّٰى وَهُوَ بِحَيْثُ النَّجْمِ مِنْ
يَدِ الْمُتَنَاوِلِيْنَ وَوَصْفِ الْوَاصِفِيْنَ فَاَيْنَ الْاِخْتِيَارُ مِنْ هٰذَا وَاَيْنَ الْعُقُوْلُ عَنْ
هٰذَا وَاَيْنَ يُوْجَدُ مِثْلُ هٰذَا اَتَظُنُّوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ يُوْجَدُ فِيْ غَيْرِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَوٰتُ
اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ كَذَبَتْهُمْ وَاللّٰهِ اَنْفُسُهُمْ فَارْتَقَوْا مُرْتَقًى صَعْبًا وَدَحْضًا تَنْزِلُ
عَنْهُ اِلَى الْحَضِيْضِ اَقْدَامُهُمْ رَامُوْا اِقَامَةَ الْاِمَامِ بِعُقُوْلٍ حَائِرَةٍ بَائِرَةٍ
نَاقِصَةٍ وَّاٰرَآءٍ مُّضِلَّةٍ فَلَمْ يَزْدَادُوْا مِنْهُ اِلَّا بُعْدًا قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ
وَلَقَدْ رَامُوْا صَعْبًا وَّقَالُوْا اِفْكًا وَّضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا وَّوَقَعُوْا فِي الْحَيْرَةِ
اِذْ تَرَكُوا الْاِمَامَ عَنْ بَصِيْرَةٍ وَّزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

(ترجمہ بسلسلہ صفحہ گذشتہ) ایک شان کے بیان میں عقلیں حیران فہم سرگردان دانائیاں پریشان ہوتی ہیں۔ نظریں تھک جاتی ہیں۔ بڑی بڑی سمجھ کے لوگ اپنے آپ کو نادان پاتے ہیں حکماء مبہوت ہو جاتے ہیں بڑے بڑے دانا اپنے قصور کا اقرار کرتے ہیں۔ بڑے بڑے بولنے والے بند ہو گئے بڑے بڑے جاننے والے انجان بن گئے۔ بڑے بڑے شاعروں کی زبان گونگی ہو گئی۔ ادیب عاجز ہو گئے۔ بلیغ تھک گئے اور سب نے اپنے عجز و تقصیر کا اقرار کر لیا۔ بھلا پھر پورا وصف تو کون بیان کرتا یا کماحقہ نعت و تعریف کون کرتا یا امام کے معاملہ میں سے کوئی بات بھی کیونکر سمجھی جاتی اور ایسا تو کہاں سے ملتا کہ اُس کا قائم مقام ہو سکے اور جو اُس کے فرائض ہیں اُن سے لوگوں کو مستغنی کر سکے ملنا کہاں اور کیسا جس حال میں کہ امام کی شان ایسی ہے جیسے کہ ستارہ جس کو نہ ہاتھ بڑھانے والے اپنے ہاتھ سے چھو سکتے ہیں اور نہ حالات بیان کرنے والا اُس کا وصف بیان کر سکتے ہیں۔ بھلا ایسے کا انتخاب کہاں اور عقلوں کا ایسے کو سمجھ لینا کیسا اور ایسا مل جانا کیا معنی تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ ایسا شخص آلِ محمد کے سوا کہیں اور مل جائیگا ؟ خدا کی قسم اُن کے نفسوں نے اُن کی تکذیب کی۔ پس وہ ایسی سخت بلندی پر چڑھ گئے جو دھس جانے والی ہے جس سے اُن کے قدم پستی کی طرف اُترتے چلے جائیں گے۔ اُنھوں نے اپنی ناقص ناتمام چکر میں آنے والی عقلوں کے ساتھ اور گمراہ کرنے والی رایوں کے ساتھ امام بنا لینے کا ارادہ کیا جس سے سوائے رحمت سے دُور ہونے کے اُنہیں کچھ بھی نہ ملا۔ خدا اُنہیں نیست و نابود کرے وہ بھٹکے کہاں

السَّبِیْلِ وَکَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ٥ وَرَغِبُوْا عَنِ اخْتِیَارِ اللّٰہِ وَاخْتِیَارِ رَسُوْلِہٖ اِلٰی اخْتِیَارِھِمْ
وَالْقُرْاٰنُ یُنَادِیْھِمْ وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ سُبْحَانَ
اللّٰہِ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ٥ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا
قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَقَالَ مَا لَکُمْ
کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ اَمْ لَکُمْ کِتَابٌ فِیْہِ تَدْرُسُوْنَ اِنَّ لَکُمْ فِیْہِ لَمَا تَخَیَّرُوْنَ اَمْ لَکُمْ
اَیْمَانٌ عَلَیْنَا بَالِغَۃٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِنَّ لَکُمْ لَمَا تَحْکُمُوْنَ سَلْھُمْ اَیُّھُمْ
بِذٰلِکَ زَعِیْمٌ اَمْ لَھُمْ شُرَکَآءُ فَلْیَاْتُوْا بِشُرَکَآئِھِمْ اِنْ کَانُوْا صٰدِقِیْنَ وَقَالَ
عَزَّ وَجَلَّ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا اَمْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی
قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ ٥ اَمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ٥ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ
عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ٥ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰہُ فِیْھِمْ خَیْرًا

(ترجمہ بسلسلہ صفحہ گذشتہ) جانتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے ایک سخت امر کا قصد کیا۔ جھوٹ بولا۔ رحمت خدا سے بہت دُور گمراہی میں جا پڑے اور حیرانی میں پھنس گئے۔ اس لئے کہ کھلی آنکھوں دیکھتے اصل امام کو چھوڑ دیا اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کی نظروں میں زینت دے دیا۔ پس اُن کے دیکھتے دیکھتے اُس نے اُن کو راہِ راست سے روک دیا۔ پس وہ خدا کے منتخب کئے ہوئے اور رسولؐ کے منتخب کئے ہوئے کو چھوڑ کر اپنے منتخب کئے ہوئے کی طرف جھک پڑے حالانکہ قرآن مجید اُن کو پکار پکار کر یہ کہہ رہا ہے اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (اور جو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے) بندوں کو (انتخاب کا) کوئی اختیار نہیں ہے۔ جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ اللہ اُن سے منزہ اور برتر ہے۔ نیز خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا اور نہ کسی ایمان والے مرد کے لئے یہ بات جائز ہے نہ کسی ایمان والی عورت کے لئے کہ جب خدا اور اُس کے رسولؐ نے ایک بات طے کر دی ہو تو پھر انہیں اپنے اُس معاملہ میں کچھ بھی اختیار باقی رہے۔ نیز فرماتا ہے تمہیں ہو کیا گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو یا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ جو کچھ تم پسند کرو گے وہ تم کو اس میں ضرور ملیگا یا تمہاری قسمیں ہمارے ذمہ ہیں۔ جو قیامت تک چلی جائینگی۔ کہ جو کچھ تم فیصل کرو گے وہ ضرور تم کو مل جائیگا اُن سے دریافت تو کرو کہ ان میں سے اُس کا ضامن کون ہے یا ان کے کچھ شریک ہیں۔ پھر اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شرکاء کو لے آئیں۔ نیز خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے تو کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں یا اللہ نے اُن کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا ہے کہ وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا

لَاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ o اَوْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا
بَلْ هُوَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ o فَكَيْفَ لَهُمْ
بِاخْتِيَارِ الْاِمَامِ وَالْاِمَامُ عَالِمٌ لَّا يَجْهَلُ وَرَاعٍ لَّا يَنْكُلُ مَعْدِنُ الْقُدْسِ وَالطَّهَارَةِ
وَالنُّسُكِ وَالزَّهَادَةِ وَالْعِلْمِ وَالْعِبَادَةِ مَخْصُوْصٌ بِدَعْوَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَنَسْلُ الطَّاهِرَةِ الْبَتُوْلِ لَا يَغْمَزُ فِيْهِ فِيْ نَسَبٍ وَّلَا يُدَانِيْهِ ذُوْ حَسَبٍ
فِي النَّسَبِ مِنْ قُرَيْشٍ وَّالذُّرْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ وَّالْعِتْرَةِ مِنَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَالرِّضَا مِنَ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ اَشْرَفُ الْاَشْرَافِ وَالْفَرْعُ مِنْ بَنِيْ
عَبْدِ مُنَافٍ نَامِي الْعِلْمِ كَامِلُ الْحِلْمِ مُضْطَلِعٌ بِالْاِمَامَةِ عَالِمٌ بِالسِّيَاسَةِ مَفْرُوْضُ
الطَّاعَةِ قَائِمٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَاصِحٌ لِّعِبَادِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَافِظٌ لِّدِيْنِ اللّٰهِ
اِنَّ الْاَنْبِيَآءَ وَالْاَئِمَّةَ صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ يُوَفِّقُهُمُ اللّٰهُ وَيُؤْتِيْهِمْ مِنْ
مَخْزُوْنِ عِلْمِهٖ وَحُكْمِهٖ مَا لَا يُؤْتِيْهِ غَيْرَهُمْ لِيَكُوْنَ عِلْمُهُمْ فَوْقَ عِلْمِ اَهْلِ

(ترجمہ بسلسلۂ صفحۂ گذشتہ) حالانکہ وہ سُنتے کچھ نہیں۔ بیشک اللہ کے نزدیک سب سے بدتر جانور وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں (اور) جو (کچھ) نہیں سمجھتے۔ اور اگر اللہ کو ان میں کسی قسم کی خیر و خوبی ہونے کا علم ہوتا تو وہ اُن کو ضرور سُنواتا اور اگر وہ اُن کو سُنوائے تو وہ اُس سے بھی ضرور رو گردان ہو کر اُلٹے بھاگیں۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا اور ہم نافرمانی کریں گے لیکن یہ تو اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ پھر اُن کو امام کے انتخاب سے واسطہ؟ حالانکہ امام ایسا عالم ہوتا ہے جو کسی امر میں جاہل نہیں ہوتا اور ایسا نگہبان ہوتا ہے جو کبھی تھکتا نہیں پاکی اور پاکیزگی اور زہد و فرماں برداری اور علم و عبادت کی کان رسولؐ اللہ جس شان سے دعوت دیتے تھے اُس کے ساتھ مخصوص اور سیدۂ طاہرہ بتول زہرؑا کی نسل سے ہوتا ہے جس کے نسب میں کوئی عیب نہیں لگایا جاسکتا۔ اور بڑے سے بڑا خاندانی اُس کا پاسنگ بھی نہیں ہوسکتا۔ نسب میں وہ قریش سے ہوتا ہے اور بنی ہاشم کا سرتاج اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ کی عترت اور خدائے عزّوجلّ کا پسندیدہ سب شریفوں سے زیادہ شریف اولادِ عبدمناف کی (پھلی پھولی) شاخ۔ علم میں ترقی کرنے والا۔ حلم میں پورا۔ امامت کا کام کما حقہٗ چلانے والا۔ سیاست سے آگاہ۔ جس کی اطاعت واجب جو حکم خدائے عزّوجلّ کو قائم کرنیوالا۔ خدائے عزّوجلّ کے بندوں کا خیرخواہ اور خدا کے دین کا محافظ ہوتا ہے۔ یہ انبیاء اور ائمہ صلوات اللہ علیہم ہی کی شان ہے کہ توفیقِ خدا اُن کی رفیق ہوتی ہے۔ اور خدائے تعالےٰ اپنے علم و

زَمَانِهِمْ فِي قَوْلِهِ جَلَّ وَتَعَالَى اَفَمَنْ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُتَّبَعَ اَمَّنْ لَا يَهِدِّيْ اِلَّا اَنْ يُهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ؕ وَقَوْلِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَقَوْلِهِ فِيْ طَالُوْتَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ؕ وَقَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ؕ وَقَالَ فِي الْاَئِمَّةِ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ؕ وَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اخْتَارَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِاُمُوْرِ عِبَادِهٖ شَرَحَ صَدْرَهٗ لِذٰلِكَ وَاَوْدَعَ قَلْبَهٗ يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ وَاَلْهَمَهُ الْعِلْمَ اِلْهَامًا فَلَمْ يَعْيَ

(ترجمہ بسلسلہ صفحہ گذشتہ) حکمت کے پوشیدہ راز سے اُن کو وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو اُن کے غیر کو نہیں دیتا تاکہ اُن کا علم اپنے اہل زمانہ کے علم سے کہیں بڑھا ہُوا ہو جیسا کہ فرماتا ہے کہ کیا وہ شخص جو حق کی راہنمائی کرتا ہے اِس کا زیادہ مستحق ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے یا وہ جو راہِ (خدا) نہیں بتلا سکتا جب تک کہ اُس کو راہ نہ بتلائی جائے۔ پس تمہیں ہو کیا گیا ہے یہ کیسے فیصلے کرتے ہو۔ نیز ارشاد فرماتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی تو اُس کو تو یقیناً بہت کچھ خیر و خوبی عطا کی گئی۔ نیز حضرت طالوتؑ کے بارے میں اُس کا قول ہے کہ بیشک اللہ نے اُس کو تم پر بزرگی دی ہے اور اُسے علم و جسم میں کُشادگی دی ہے اور اللہ اپنی حکومت جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ صاحبِ وسعت و علم ہے۔ نیز اپنے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ سے فرمایا اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اُس کی تم کو تعلیم دی اور اللہ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے۔ اور اُن ائمہ کے بارے میں جو اُس کے نبیؐ کی اہل بیت اور عترت و ذریت سے ہوئے ہیں فرماتا ہے۔ کیا وہ لوگوں پر اُس کا حسد کرتے ہیں۔ جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے دیا ہے۔ بیشک ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے اُن کو بہت بڑی (حقیقی) سلطنت دی۔ پھر (عام) آدمیوں میں سے کچھ تو اُس پر ایمان لائے اور کچھ اُس سے رُک گئے۔ اور (اُن روکنے والوں کے لئے) بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے۔ رہا وہ بندہ جسے خدائے تعالےٰ اپنے بندوں کے معاملات کے لئے منتخب فرمائے تو اُس کا سینہ وہ اُس کام کے لئے کھول

بَعْدَہٗ بِجَوَابٍ وَّلَا يُحَيَّرُ فِيْهِ عَنْ صَوَابٍ فَهُوَ مَعْصُوْمٌ مُّؤَيَّدٌ مُّوَفَّقٌ مُّسَدَّدٌ قَدْ اَمِنَ الْخَطَاءَ وَالزَّلَلَ وَالْعِثَارَ وَيَخُصُّهٗ بِذٰلِكَ لِيَكُوْنَ حُجَّةً عَلٰى عِبَادِهٖ وَشَاهِدَهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ فَهَلْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى مِثْلِ هٰذَا فَيَخْتَارُوْنَهٗ اَوْ يَكُوْنُ مُخْتَارُهُمْ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ فَيُقَدِّمُوْنَهٗ تَعَدَّوْا وَبَيْتِ اللّٰهِ الْحَقَّ وَنَبَذُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ الْهُدٰى وَالشِّفَآءُ فَنَبَذُوْهُ وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ فَذَمَّهُمْ وَمَقَتَهُمْ وَاَتْعَسَهُمْ فَقَالَ جَلَّ وَتَعَالٰى فَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ وَقَالَ فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ عَلٰى قَلْبِ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ۝

(ترجمہ بسلسلہ صفحۂ گذشتہ) دیتا ہے اور اُس کے قلب میں چشموں کو امانت رکھ دیتا ہے اور برو ئے الہام اُس کو علم پہنچاتا ہے۔ پس اس کے بعد وہ کسی جواب میں نہیں عاجز آتا اور ٹھیک بات کہنے سے کبھی بند نہیں ہوتا۔ پس وہ معصوم ہوتا ہے اُس کی تائید کیجاتی ہے توفیق خدا اُس کے ساتھ ہوتی ہے۔ ہر بات اُس کی صحیح و درست ہوتی ہے۔ خطا اور غلطی اور لغزش سے وہ محفوظ ہوتا ہے۔ اور ان باتوں سے اُس کو اس لئے مخصوص فرما دیتا ہے کہ اُس کے بندوں پر وہ اُسکی حجت ہو اور اُسکی مخلوق کے اعمال و افعال کا اُس کی طرف سے گواہ ہو اور یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا تعالےٰ بہت بڑے فضل والا ہے پس آیا بندے ایسا امام بنانے پر قادر ہیں؟ کہ وہ کہیں سے ایسا چھانٹ لائیں یا اُن کا منتخب شدہ ان صفات سے موصوف ہوسکتا ہے کہ اُسے مقدم قرار دیں۔ خانۂ خدا کی قسم اُنہوں نے حق اور کتاب خدا کو اپنے پس پشت پھینکدیا گویا وہ اُس کو جانتے ہی نہیں۔ حالانکہ کتاب خدا میں ہدایت اور شفا دونوں چیزیں موجود ہیں تو اُسے تو اُنہوں نے پھینک دیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی۔ اِسی لئے خدائے تعالےٰ اِن کی مذمت کرتا ہے۔ اِن سے بغض رکھتا ہے اور اِن کو ہلاک کرے گا۔ چنانچہ وہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اُس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے بیشک خدا نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ نیز فرماتا ہے سو اُن کے لئے ہلاکت ہو اور اُن کے اعمال بھی سب ناکارہ ہوگئے۔ نیز فرماتا ہے کہ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو یہی بات

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۶۳۰

تفسیر قمیؔ میں ہلاکت قارون کا سبب یہ لکھا ہے۔ کہ جب موسےٰ علیہ السّلام بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لے گئے اور اُن کو ایک صحرا میں جا اُتارا اور اللہ تعالےٰ نے اُن پر من وسلوےٰ نازل فرمایا اور ایک پتھر سے اُن کے لئے بارہ چشمے جاری کر دئے تو اب وہ آپے سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کرینگے۔ اس لئے اپنے خدا سے ہمارے لئے یہ دعا کرکہ زمین سے جو جو چیزیں پیدا ہوا کرتی ہیں ساگ پات۔ کھیرا۔ ککڑی۔ لہسن۔ مسور۔ پیاز وہ ہمارے لئے بھی پیدا کر دے۔ موسےٰ علیہ السّلام نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم گھٹیا چیزوں کو اُس سے بدلنا چاہتے ہو جو بڑھیا ہے (ایسا ہی ہے تو) کسی شہر میں چلے جاؤ کہ جو کچھ تم مانگتے ہو تم کو وہاں مل جائے گا۔ اس کے جواب میں اُنہوں نے یہ کہا جیسا کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ اُس میں تو ایک قوم بڑے زبردست لوگوں کی ہے۔ جب تک وہ اُس میں سے نہ نکل جائیں ہم تو اُس میں جائیں گے نہیں۔ پھر اُنہوں نے موسےٰ علیہ السّلام سے یہ کہا کہ اب تم اور تمہارا پروردگار جاؤ۔ دونوں لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ لہٰذا خدائے تعالےٰ نے اُن پر اُس شہر میں جانا تو واجب کر دیا تھا مگر پھر چالیس برس تک کے لئے اُن پر حرام بھی کر دیا کہ اُس سرزمین میں سرگردان پھریں (اور یہ حکم بھی دے دیا کہ) نافرمان لوگوں کی حالت پر کچھ افسوس نہ کرو۔ اب یہ لوگ اوّل شب سے اُٹھ بیٹھتے تھے۔ توریت خوب پڑھتے تھے دعائیں بہت مانگتے تھے۔ روتے بہت تھے۔ قارون بھی اُنہی میں تھا۔ وہ بھی توریت پڑھتا تھا اور اُس سے زیادہ خوش آواز اُن میں سے ایک بھی نہ تھا اور وہ اپنی خوش آوازی کے سبب اُن میں دردناک آواز والا مشہور تھا۔ وہ کیمیا بھی بناتا تھا۔ پس جب بنی اسرائیل کو اس سرگردانی میں توبہ کرتے کرتے عرصہ گزرا۔ اور قارون کی یہ حالت تھی کہ توبہ میں اُن کا شریک نہ ہوتا تھا۔ اور موسےٰ علیہ السّلام اس سے محبت کرتے تھے تو موسےٰ علیہ السّلام (ایک دن) اُس کے پاس گئے اور اُس سے فرمانے لگے کہ اے قارون تیری ساری قوم تو توبہ کر رہی ہے اور تو اُن سے الگ بیٹھا ہے تو بھی اُن کے ساتھ شامل ہو جا۔ ورنہ خدائے تعالےٰ تجھ پر عذاب نازل فرمائے گا۔ اُس نے موسےٰ علیہ السّلام کو حقیر جانا اور اُن کی اس بات کی ہنسی اُڑائی۔ موسےٰ علیہ السّلام اُس کے پاس سے غمگین ہو کر نکلے اور اُس کے محل کے صحن میں آ بیٹھے۔ اُس وقت وہ ایک اونی

(ترجمہ بسلسلۂ صفحۂ گذشتہ) سب سے زیادہ ناپسند ہے اور اسی کا اللہ تعالےٰ نے ہر تکبر کرنیوالے سرکش کے دل پر چھاپا لگا دے گا اور جناب محمد مصطفےٰ اور اُنکی آل پر خدا تعالےٰ نے بہت بہت درود و سلام نازل فرمائے۔

جبہ پہنے ہوئے تھے اور (پاؤں میں) گدھے کے چمڑے کے نعلین تھے جس کے تسمے بٹے ہوئے بالوں کے تھے۔ (تصریح: نعلین عربی کی پوری ہیئت صفحہ ۱۷۱ نوٹ نمبر ۱ میں ملاحظہ ہو) اُن کے دستِ مبارک میں عصا تھا۔ قارون نے اپنے کسی آدمی کو حکم دیا کہ راکھ پانی میں گھول کر اُن حضرت پر ڈال دے۔ وہ ڈال دی گئی۔ تو جنابِ موسےٰ علیہ السلام کو بہت ہی غصہ آیا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے شانوں پر کچھ بال تھے۔ جب حضرتؑ کو غصہ آتا تھا تو وہ کھڑے ہو کر کپڑوں میں سے نکل آتے تھے اور اُن سے خون ٹپکنے لگتا تھا۔ اُس غصہ میں حضرت موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اے میرے پروردگار! اگر میری اس توہین پر تو نے غضب نہ فرمایا تو میں سمجھوں گا۔ کہ میں تیرا نبی ہی نہیں ہوں۔ اس پر خدائے تعالےٰ نے اُن کو وحی بھیجی کہ میں نے زمین کو حکم دے دیا ہے وہ تمہاری اطاعت کرے گی۔ اب جو تم چاہو اُسے حکم دو۔ اِدھر قارون نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا تھا کہ قصر کا دروازہ بند کر لیں (دروازے بند کر لئے گئے تھے کہ) موسےٰ علیہ السلام تشریف لائے دروازوں کی طرف اشارہ کیا (یہاں سے وہاں تک) سب کھل گئے قارون کے پاس درّانہ چلے آتے۔ اب جو قارون کی نظر حضرت موسےٰ علیہ السلام پر پڑی سمجھ گیا کہ حکمِ عذاب لیکر آئے ہیں (گڑگڑا کر) کہنے لگا کہ اے موسےٰ! اُسی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں جو میرے اور آپ کے مابین ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ لاوی کے بیٹے! بس اب مجھ سے بات نہ کر۔ اور اِدھر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے زمین! اِس کو لے۔ بس اُس کا محل بھی مع تمام چیزوں کے زمین میں اُتر گیا اور قارون بھی گھٹنوں تک سما گیا۔ اب لگا وہ رونے اور قرابت کا واسطہ دے دے کر قسمیں دینے۔ (جواب میں) حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اُس سے کہا کہ اے پسر لاوی! اب مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ ہاں اے زمین اِس کو لے۔ پس زمین اُس کو مع اُس کے قصر کے اور خزانوں کے نگل گئی۔ پس موسےٰ علیہ السلام کا یہ قول جو اُنہوں نے قارون سے اُس دن فرمایا تھا جس دن اللہ نے اُس کو ہلاک کیا تھا خدائے تعالےٰ نے بطورِ طعن کے خود موسےٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ اور جب موسےٰ علیہ السلام کو علم ہوا کہ خود پروردگارِ عالم نے اُن پر طعن کیا تو عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار! قارون نے تو تیرے غیر کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کی تھی۔ اگر تیرا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرتا تو میں ضرور اُس کی بات مان لیتا۔ پھر خدائے تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام سے وہی فرمایا جو اُنہوں نے قارون سے کہا تھا کہ اے لاوی کے بیٹے اب مجھ سے زیادہ باتیں نہ بنا۔ تو موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اسی بات ہے تو میں اُس کی بات مان لیتا۔ اِس پر خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ اے موسےٰ! قسم ہے

مجھے اپنے عزت و جلال کی اور قسم ہے مجھے اپنے بخشش و جُود کے حق کی اور قسم ہے مجھے اپنی بزرگی اور علوِ مرتبت کی۔ اگر قارون نے مجھ سے اسی طرح دعا کی ہوتی جیسے کہ اُس نے تم سے استدعا کی تھی تو میں اُس کی بات ضرور مان لیتا۔ لیکن چونکہ اُس نے تم سے دعا کی تھی اور ہم اُسے تمہارے حوالہ کر چکے تھے (اس لئے جو کچھ تم نے کیا اُس میں دخل نہ دیا گیا) اے عمران کے بیٹے اب موت سے نہ گھبراؤ۔ اس لئے کہ موت تو میں نے ہر نفس کے لئے لازم کر دی ہے اور تمہارے لئے اُس کی تمہید شروع کر دی ہے۔ جس وقت موت تمہیں آئے گی تو تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے گی۔ (یعنی اس کا ورُود تمہارے لئے موجبِ راحت و خوشی ہوگا) پس موسےٰ علیہ السّلام اپنے وصی کو ساتھ لے کر وادیٔ سینا میں کوہِ طور پر تشریف لے گئے۔ اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ وہاں ایک شخص کو دیکھا جو کُدال پھاؤڑہ ٹوکری لئے ہوئے سامنے سے آگیا۔ موسےٰ علیہ السّلام نے اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو کیا چاہتے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ خدا کے دوستوں میں سے ایک شخص نے وفات پائی ہے میں اُس کے لئے قبر کھودوں گا۔ موسےٰ علیہ السّلام نے اُس سے فرمایا کہ مجھے بھی اجازت ہے کہ میں تمہاری اس کام میں مدد کروں؟ اُس شخص نے کہا کہ ہاں بہت خوشی سے بسم اللہ! چنانچہ موسےٰ علیہ السّلام اور وہ دونوں مِل کر قبر کھودتے رہے۔ جب فارغ ہوگئے تو اُس شخص نے چاہا کہ قبر میں اُترے۔ موسےٰ علیہ السّلام نے پوچھا کہ اب کیا چاہتے ہو؟ کہا میں قبر میں جاکے یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آرام سے لیٹنے بیٹھنے کے لائق ہوگئی یا نہیں۔ موسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ تمہیں ہی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ لاؤ میں دیکھے لیتا ہوں۔ (اُس نے کہا آپ کی خوشی) موسےٰ علیہ السّلام قبر میں اُترے۔ خوب پھیل کر لیٹے۔ اِدھر لیٹنا تھا کہ اُدھر ملک الموت نے رُوح قبض کر لی اور پہاڑ اُوپر سے مِل گیا۔

تفسیرِ عیاشی و تفسیرِ قمی سے حضرت یونس علیہ السّلام کا پورا قصّہ سورۂ یونسؑ کے ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۳۴۹ میں مذکور ہو چکا ہے۔ اُس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ کسی یہودی نے جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے اُس قیدخانہ کا حال پوچھا تھا جو اپنے قیدی کو لئے ہوئے زمین کے مختلف حصّوں میں گھومتا پھرا تھا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی رہا وہ قیدخانہ جو اپنے قیدی کو زمین کے مختلف حصّوں میں لئے پھرتا رہا۔ وہ وہ مچھلی تھی جس کے پیٹ میں یونس علیہ السّلام قید ہوئے تھے کہ وہ بحرِ قلزم میں داخل ہوئی تو بحرِ مصر میں جا کر نکلی۔ پھر بحرِ طبرستان میں داخل ہوئی تو دجلۃ الغور میں جا نکلی۔ پھر اسی طرح وہ اُن کو زمین کے نیچے بھی لے پہنچی یہاں تک کہ قارون کے قریب جا پہنچایا قارون موسےٰ علیہ السّلام کے زمانہ میں ہلاک ہوا تھا اور اُس پر خدائے تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو معیّن کر دیا تھا کہ روزانہ ایک قدِ آدم

اُس کو زمین میں دھسا دیا کرے۔ یونس علیہ السّلام اُس مچھلی کے پیٹ میں تسبیح خدا اور استغفار کرتے رہتے تھے۔ قارون نے اُن کی آواز سُنی تو اُس فرشتہ سے جو اُس پر معین تھا کہا کہ ذرا مجھے مہلت دے اور تسبیح کرنے والے کو دکھا دے۔ چنانچہ اُس نے مہلت بھی دی اور دکھا بھی دیا۔ قارون نے اُس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ یونسؑ نے فرمایا کہ میں ایک بندۂ گنہگار یونسؑ بن متےٰ نام ہوں۔ اُس نے پوچھا کہ موسےٰ بن عمران علیہ السّلام جو خدا کے معاملات میں بہت ہی خفا ہو جایا کرتے تھے کس حال میں ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا افسوس! عرصہ ہوا اُنہوں نے تو انتقال فرمایا۔ کہا پھر وہ جو اپنی قوم پر بہت ہی مہربان تھے۔ ہارونؑ بن عمران وہ کس حال میں ہیں؟ فرمایا اُن کا بھی انتقال ہو چکا۔ پوچھا کلثمؑ بنتِ عمران جو مجھ سے منسوب ہو چکی تھیں وہ کیا کرتی ہیں؟ فرمایا افسوس! آلِ عمران میں سے تو کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ یہ سُنکر قارون نے کہا کہ آلِ عمران کے لئے سخت افسوس ہے۔ خدائے تعالےٰ نے اُس کے اس افسوس کرنے کی قدر فرمائی اور جو فرشتہ اُس پر معین ہے اُس کو یہ حکم دے دیا کہ اب دنیا کی جس قدر مدت باقی ہے اُس میں قارون کو عذاب نہ دیا جائے۔ چنانچہ وہ عذاب رفع کر دیا گیا۔

تمام شد